بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماحولیاتی آلودگی

احکام ومسائل

حضرت مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف، بہار

انسان جس آب و ہوا میں سانس لیتا ہے اور جس ماحول میں زندگی گذارتا ہے اس کی شفافیت اور پاکیزگی بے حد ضروری ہے، اس سے خود انسان کی بلکہ زمینی تمام جانداروں کی صحت وحیات وابستہ ہے، لیکن ادھر کئی برسوں سے فضائی آلودگی ایک عالمی مسئلہ بنی ہوئی ہے، ماہرین اور اہل تحقیق نے اس کو اس دور کا انتہائی سنگین مسئلہ قرار دیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں آلودگی- محققین کی نگاہ میں

اس کی حساسیت اور عالمگیریت کا اندازہ ان رپورٹوں سے ہوتا ہے جو بی بی سی اور دیگر عالمی ذرائع ابلاغ نے مختلف وقتوں میں شائع کی ہیں، بی بی سی کی مختلف رپورٹوں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

"عالمی ادارۂ صحت نے فضائی آلودگی کو دنیا میں صحتِ عامہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دے دیا ہے، ایک نئی تحقیق کے مطابق یہ آلودگی دنیا میں مرنے والے ہر آٹھویں فرد کی موت کی وجہ ہے اور اس کی وجہ سے دنیا بھر میں صرف سنہ 2012 میں 70 لاکھ افراد ہلاک ہوئے ان ہلاکتوں میں سے بیشتر جنوبی اور مشرقی ایشیا کے غریب اور متوسط درجے کے ممالک میں ہوئیں اور نصف سے زیادہ اموات لکڑی اور کوئلے کے چولہوں سے اٹھنے والے دھوئیں کی وجہ سے ہوئیں۔ تحقیق کے نتائج میں کہا گیا ہے کہ مکانات کے اندر کھانا پکانے کے عمل کے دوران اٹھنے والے دھویں سے خواتین اور بچے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اگر صرف کھانا پکانے کے لیے محفوظ چولہے ہی فراہم کر دیئے جائیں تو دنیا میں لاکھوں افراد کی جانیں بچ سکتی ہیں"۔

آلودگی سے 70 لاکھ ہلاکتیں

"دنیا میں 2012 میں 43 لاکھ اموات گھروں کے اندر کی آلودگی خصوصاً ایشیا میں لکڑیاں جلا کر یا کوئلوں پر کھانا پکانے کے دوران اٹھنے والے دھویں کی وجہ سے ہوئیں جبکہ بیرونی فضا میں آلودگی کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد 37 لاکھ کے لگ بھگ رہی جن میں سے 90 فیصد کے قریب ترقی پذیر ممالک میں تھے۔ڈبلیو ایچ او کا کہنا ہے کہ بیرونی فضائی آلودگی چین اور بھارت جیسے ممالک کے لیے بڑا مسئلہ ہے جہاں تیزی سے صنعت کاری ہو رہی ہے۔کنگز کالج لندن کے ماحولیاتی تحقیقاتی گروپ کے ڈائریکٹر فرینک کیلی کا کہنا ہے کہ 'ہم سب کو سانس لینا ہوتا ہے اس لیے ہم اس آلودگی سے بچ نہیں سکتے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم ماسک پہن کر یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم آلودہ فضا میں سانس لینے کے لیے تیار ہیں جبکہ ہمیں آلودگی ختم کرنے کے لیے اپنے طرزِ زندگی کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

ماہرین کے مطابق فضائی آلودگی کی وجہ سے سانس کے ساتھ ہمارے پھیپھڑوں میں ایسے ننھے ننھے ذرات چلے جاتے ہیں جو بیماری کا باعث بنتے ہیں۔ سائنسدانوں کے خیال میں فضائی آلودگی دل کی سوجن کی وجہ بھی بنتی ہے جس کی وجہ سے دل کا دورہ پڑنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں مردوں کے مقابلے میں خواتین کے فضائی آلودگی سے متاثر ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ دیگر ماہرین کا کہنا ہے کہ آلودگی پر قابو پانے کے لیے اس سلسلے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے کہ اس کے مہلک ترین اجزا کی نشاندہی کی جائے۔

امپیریئل کالج لندن کے ماجد عزتی کا کہنا ہے کہ 'ہم نہیں جانتے کہ صحارا کے صحرا کی

گرد اتنی ہی خطرناک ہے جتنا کہ ایندھن یا کوئلے کا دھواں [1]۔

☆ایک نئی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو حاملہ خواتین آلودہ فضا میں رہتی ہیں ان کے ہاں پیدا ہونے والے بچے دوسرے بچوں کی نسبت کم وزن ہوتے ہیں۔

'انوائرومنٹل ہیلتھ پرسپیکٹیو' نامی ادارے نے یہ نتائج نو ممالک میں تیس لاکھ سے زائد نوزائیدہ بچوں کے جائزے کے بعد اخذ کیے ہیں۔

تحقیق سے پتہ چلا کہ جن بچوں کا جنم آلودہ فضا والے علاقوں میں ہوا ہے، پیدائش کے وقت ان کا وزن اوسط سے کم تھا۔ محققین کا کہنا ہے کہ پیدا ہونے والے بچے پر فضائی آلودگی کا اثر کم ہی دیکھا گیا ہے اس لیے لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ان کے مطابق پیدائش کے وقت جن بچوں کا وزن کم ہوتا ہے انہیں مستقبل میں صحت سے متعلق مسائل کا سامنا رہتا ہے جیسا کہ انہیں ذیابیطس اور دل کی بیماری ہونے کا خطرہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ اس تحقیقی ٹیم کے رکن اور یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، سان فرانسسکو کے پروفیسر ٹریسی وڈروف کا کہنا ہے 'اہم بات یہ ہے کہ اس تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ فضائی آلودگی کا عام طور پر اثر دنیا کے ہر انسان پر پڑتا ہے'۔ لندن سکول آف ہائجین اینڈ ٹروپیکل میڈیسن کے پروفیسر ٹونی فلیچر نے کہا کہ اس تحقیق کی دریافت واضح ہے۔ حالانکہ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ فضائی آلودگی کا ہر بچے پر برابر اثر نہیں ہوتا ہے اس لیے والدین کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے [2]۔

☆ انسانی صحت کے لیے کھلی فضا اور صاف ہوا میں سانس لینا بہت ضروری ہے لیکن اس ترقی یافتہ اور سائنٹیفک دور میں انسان کو نہ صاف ہوا میسر ہے اور نہ ہی کھلی فضا۔ اس جدید ترین دور میں انسان آلودہ زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اس آلودہ زندگی سے انسان نہ

---

[1] - رپورٹ ۲۵/مارچ ۲۰۱۴ء

[2] -فروری ۲۰۱۳ء

صرف بے شمار بیماریوں کا شکار ہو رہا ہے بلکہ ایک فعال زندگی گزارنے کی بجائے ذہنی کوفت میں مبتلا ہو رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ فضائی آلودگی ہے جو ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینے میں بڑی رکاوٹ بن رہی ہے۔

کیمیائی طور پر تیار کی گئیں اشیا اور دیگر مختلف قسم کے کچرے کو جب جلایا جاتا ہے تو اس سے نکلنے والا دھواں فضائی آلودگی کا باعث بنتا ہے اور اس سے نکلنے والی زہریلی گیس اور ذرات فضا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ان سے انسانی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور کینسر، پھیپھڑوں کے علاوہ گلے کی پیچیدہ بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ ماہرین ماحولیات نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ترقی پذیر ممالک کی بڑی آبادی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس رہتی ہے اگر یہی صورتحال برقرار رہی تو ان ممالک میں مختلف اقسام کی جسمانی اور ذہنی بیماریاں جنم لیں گی جو کسی بھی صحت مند معاشرے کے لیے مسائل کا انبار ہے۔

تحقیقات کے مطابق کچرے کے ڈھیروں سے بے شمار زہریلی گیسوں کا اخراج ہوتا ہے۔ بھارت، پاکستان اور انڈونیشیا کے ممالک جو دنیا کا تقریباً پانچواں حصہ بنتا ہے جو اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ ماہرین کے مطابق زہریلا مادہ خون میں جذب ہونے سے رحم مادر میں پرورش پانے والے بچوں کو مسائل پیش آسکتے ہیں جو بچوں کی ذہنی نشوونما کے لیے خطرہ ہیں۔ میسا چوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی سے وابستہ سٹیون بیرٹ کا کہنا ہے کہ گزشتہ 5 سے 10 برسوں کے اعداد و شمار سے ثابت ہوا ہے کہ فضائی آلودگی سے شرح اموات میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

☆سڑکوں پر رواں دواں دھواں اڑاتی ہوئی گاڑیاں فضائی آلودگی میں اضافہ کا باعث ہیں۔ ہمارے یہاں روش چل پڑی ہے کہ ہر معاملے میں گاڑی کا استعمال کیا جاتا ہے جب کہ ان سڑکوں کے ارد گرد اور درمیان میں سبزہ اور ماحول دوست پودوں کی کمی ہے۔ علاوہ ازیں گاڑیوں کی موزوں مینٹیننس کا نہ ہونا بھی ماحول کی خرابی کا سبب ہے... بجلی کی پیداوار کے

لیے استعمال کیے جانے والے ذرائع بھی فضائی آلودگی میں اہم کردار ادا کررہے ہیں جو لوگوں کو وقت سے پہلے ہی موت کی جانب دھکیل رہے ہیں۔

لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ بجلی کی پیداوار کے لیے قدرتی ذرائع استعمال کیے جائیں تاکہ ماحولیاتی آلودگی میں کمی واقع ہو۔ عام تاثر ہے کہ جوہری بم سے کئی گنا خطرناک گلوبل وارمنگ کا بم ہے جس کے اثرات سے کرۂ ارض خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ ماضی کی نسبت اب موسم گرما میں گرمی کی عمومی صورتحال شدید ہورہی ہے اور گرمی شدت سے بڑھ رہی ہے جب کہ سردیوں کا موسم سکڑتا جارہاہے۔ موسمی تغیر کے باعث مختلف ممالک میں طوفانی بارشوں، سیلابی ریلوں، سمندری طوفان سے ہونے والے نقصانات میں اضافہ ہو رہا ہے اور کہیں قحط اور خشک سالی کی صورتحال دکھائی دے رہی ہے۔ یہ سب در اصل گلوبل وارمنگ ہی کا نتیجہ ہے۔ آب وہوا کی تبدیلی کی وجہ سے زراعت متاثر ہورہی ہے اور خوراک کی قلت بھی بڑھ رہی ہے۔ دوسری جانب صنعتی پیداوار بھی متاثر ہورہی ہے کیوں کہ اکثر اشیا کی تیاری میں خام مال زرعی شعبے سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آب وہوا کی تبدیلی سے دنیا کی مجموعی اقتصادی پیداوار میں 1.6 کی کمی واقع ہوئی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کرۂ ارض کے تمام مسائل اور مشکلات کا سب سے بڑا سبب یہاں بسنے والے انسان ہیں۔ سڑکوں پر دھواں اڑاتی گاڑیاں، کارخانوں کی دھواں اگلتی چمنیاں، کیمیکل پلانٹس سے خارج ہوتا زہریلا پانی گرین ہاؤس گیسوں کے خاتمے کی وجہ سے بن رہاہے۔ علاوہ ازیں بڑے پیمانوں پر جنگلات کی کٹائی کرۂ ارض کے توازن میں بگاڑ کا باعث ہے جب کہ یہی درخت فضا میں موجود کاربن گیسوں کو دوبارہ زندگی بخش آکسیجن میں تبدیل کرتے ہیں۔

☆ ہماری زمین اور فضا کو آلودگی کے سبب ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہاہے۔ کائنات میں قدرت نے زبردست توازن رکھاہے اور یہی توازن کائنات کی بقاء کا ضامن ہے۔ جب سے انسان نے اپنے اردگرد کے ماحول پر یلغار کی ہے، یہ توازن برقرار نہیں رہا۔ نتیجتاً آج کا

انسان فطرت سے دور ہوتا چلا جارہاہے۔اس کی بنیادی وجہ کائنات کے نظام میں انسان کی بے جادخل اندازی ہے۔انسان نے جہاں سائنسی ایجادات کے بل پر اس ٹوٹے ہوئے تارے کو مہ کامل بنادیاہے، وہاں وقتی فوائد کی خاطر اس نے بے شمار تخریبی نوعیت کی سرگرمیاں بھی اختیار کررکھی ہیں، جن کی بدولت کائنات تباہی کے راستے پر گامزن ہے۔ان خطرناک اور مہلک سرگرمیوں میں ماحول کی آلودگی کا مسئلہ سرفہرست ہے۔سستی آسائش کی خاطر انسان کے اختیار کردہ مصنوعی ذرائع ووسائل نے ماحول کے حسن کو نہ صرف غارت کرکے رکھ دیاہے، بلکہ اسے طرح طرح کی آلودگیوں کی آماجگاہ بنادیاہے۔۔۔آج ہماری فضا پانی اور زمین میں کیمیائی مادوں اور نقصان دہ عناصر کی آمیزش خطرناک حد تک ہوچکی ہے۔آلودگی میں اضافے کی بہت سی وجوہات ہیں۔اگرچہ انسان نے ترقی تو بہت کرلی ہے، لیکن اس ترقی میں انسانی صحت اور ماحول کو درپیش خطرات پر توجہ بہت کم دی گئی ہے۔یہ افسوس کا مقام ہے کہ آج انسان نے اپنے ماحول میں موجود اس عظیم توازن کو خود ہی بگاڑ کررکھ دیاہے۔ماحولیاتی آلودگی کی مجملہ اقسام میں اولین قسم "فضائی آلودگی" کی ہے۔کرۂ ارض کے اردگرد گیسوں کا ایک غلاف موجود ہے۔یہ تمام گیسیں ایک خاص تناسب سے فضا کا حصہ بنتی ہیں، لیکن انسان کی بے جا دخل اندازی سے گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں اور کارخانوں سے خارج ہونے والی مضر صحت گیسیں ہوا میں شامل ہوکر اسے آلودہ کررہی ہیں، جس سے انسانوں میں کئی بیماریاں پیدا ہورہی ہیں۔ایندھن کے بے دریغ استعمال سے فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھ رہی ہے، جس کی وجہ سے ہوا کا درجۂ حرارت بھی بڑھ رہاہے۔صنعتی علاقوں میں کام کرنے والے کاربن ان زہریلی گیسوں سے سب سے زیادہ متاثر ہورہے ہیں۔اس کثافت کا اثر اردگرد کی عمارتوں پر بھی ہورہاہے۔کئی عمارتیں اس آلودگی کی زد میں آکر اپنی آب وتاب کھوچکی ہیں۔اس فضائی آلودگی سے نمٹنے کے لئے معدنی ایندھن کا متبادل تلاش کرنا بہت ضروری ہے، نیز صنعتی علاقوں میں گیسوں کے اخراج پر قابو پانے کے لئے پلانٹ نصب کئے جائیں اور

زیادہ سے زیادہ درخت لگا کر بھی فضائی آلودگی کے اثرات کو بڑی حد تک کم کیا جا سکتا ہے۔فضائی آلودگی کے بعد آلودگی کی دوسری بڑی قسم "آبی آلودگی" ہے۔ہوا کی طرح پانی بھی انسان کی زندگی کے لئے لازمی عنصر ہے۔ بیسویں صدی میں جہاں صنعتی انقلاب اور آبادی کے بڑھنے کے باعث پانی کی ضروریات میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے،وہاں پینے کے لئے صاف و شفاف پانی بھی ناپید ہوتا جارہا ہے۔پانی میں کئی طرح کی کثافتیں اور مادے شامل ہوگئے ہیں۔ آبی آلودگی کی وجہ سے معدے اور جگر کی بیماریاں بہت تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ صنعتی علاقوں کا کثیف مادہ عموماً صاف کئے بغیر ہی ندی نالوں اور دریاؤں میں بہادیا جاتا ہے۔اس سے نہ صرف آبی حیات متاثر ہوتی ہے، بلکہ ایسے پانی کو آبپاشی کے لئے استعمال کرنے سے کئی مضر کیمیائی اجزا پودوں کی جڑوں میں سرایت کرجاتے ہیں۔ایسے پودوں کو بطور خوراک استعمال کرنے سے انسانی صحت کو شدید خطرات لاحق ہوجاتے ہیں۔

آلودگی کی ایک اور اہم قسم "زمینی آلودگی" ہے۔زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے فصلوں پر کیڑے مار ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے، جس سے پیداوار میں تو اضافہ ہوجاتا ہے، لیکن ان ادویات کے استعمال سے مٹی کے اوپر کی تہہ کی زرخیزی خاصی کم ہوجاتی ہے۔ نیز فصلوں اور پودوں پر بھی ان کے مضر صحت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ زمینی آلودگی کم کرنے کے لئے جنگلات لگانا ایک نہایت موثر اقدام ہے۔جنگلات اور درختوں کی کمی کے نتیجے میں زمین بردگی(کٹاؤ) کا شکار ہوجاتی ہے۔ بردگی کی شرح میں اضافے سے قابل کاشت اراضی میں کمی آجاتی ہے اور آبی ذخائر میں تلچھٹ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔حکومت کو چاہیے کہ شجرکاری کے حوالے سے عوامی شعور کو بیدار کرے،تاکہ اس اہم مسئلے کا سدباب کیا جا سکے۔اس مقصد کے حصول کے لئے ترغیبات کے ذریعے بھی عوام کو غیر آباد اور بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔آلودگی سے پاک معاشرہ ہی جدوجہد حیات اور ترقی کی رفتار میں زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتا ہے۔ماحول، انسانوں اور قوموں کی

شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جہاں ماحول انسان سے متاثر ہوتا ہے، وہاں انسان بھی اپنے ماحول سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انسان اپنے ماحول کی نمائندگی کرتا ہے تو ماحول انسان ہی کا دوسرا روپ ہے، گویا دونوں ایک دوسرے کے لئے ناگزیر ہیں۔

☆لاہور (رپورٹ) ہر قسم کی آلودگی کے خاتمہ کے لئے قومی سطح پر انسانی رویوں میں تبدیلی ضروری ہے۔ گلیوں، محلوں میں جنریٹرز کے شور اور ٹریفک کے شور، ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی بُری حالت سے بھی آلودگی بڑھ رہی ہے اور صحت مند قوم بیمار اور چڑچڑی ہوتی جا رہی ہے۔ کچن گارڈن کا تصور اپنایا جائے۔ قانون بنانے سے پہلے محکمہ صنعتی اداروں اور عوام کو آگاہ کرے کہ ماحول کی بہتری کے لئے انہیں کیا کچھ کرنا چاہیے۔ اگر گندے پانی کے استعمال کو نہ روکا گیا تو آئندہ نسل میں کینسر کے اثرات بڑھ جائیں گے۔ مختلف علاقوں میں ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کے لئے عملی اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار جنگ اکنامک سیشن میں "ماحولیاتی اور صنعتی آلودگی۔۔۔ سماجی اور معاشی حالات پر اثرات۔۔۔ حل کیا ہے؟" کے موضوع پر ڈائریکٹر انوائرمنٹ پروٹیکشن ایجنسی نسیم الرحمان، ڈپٹی سیکرٹری انوائرمنٹ پروٹیکشن ایجنسی الطاف بلوچ، نمائندہ شعبہ صحت ڈاکٹر عائشہ اعظم، صدر لاہور چمڑا مارکیٹ شیخ ارشد، سابق صدر لاہور چیمبر آف کامرس پرویز حنیف اور صنعت کار منظور ملک نے کیا[3]۔

ان رپورٹوں سے مسئلہ کی حساسیت اور انسانی مفادات کے لئے اس کی سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے، اور انسان پر بحیثیت انسان کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

انسان کی منصبی ذمہ داری

انسان روئے زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے، اس لئے تمام وسائل حیات اور

---

[3] - فروری ۲۰۱۳ء۔

مفادات عامہ کی حفاظت کرنا اور ممکنہ خطرات اور اندیشوں کو دور کرنا اس کی منصبی ذمہ داری ہے، اللہ پاک نے زمین کو انسان کے لئے بہترین مستقر بنایا ہے، اسی سے اس کی تخلیق ہوئی اور یہیں ہر طرح اس کی راحت و آسائش کا سامان کیا گیا، اور پھر اسی میں اسے واپس جانا ہے:

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ [4]

ترجمہ: زمین تمہارے لئے ایک قرار گاہ ہے جہاں ایک وقت مقرر تک نفع اندوز ہونے کا سامان موجود ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى [5] -

ترجمہ: اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا، اسی میں تم کو واپس کریں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

اس لئے اس فرش گیتی کو آباد اور شاداب رکھنااوراس کے وسائل کو مستحکم کرنا انسانی فرائض میں شامل ہے، شریعت اسلامیہ نے اس اہم ترین انسانی فریضہ کو نظر انداز نہیں کیا ہے، بلکہ اس کے لئے ضروری ہدایات دی ہیں مثلاً:

ماحولیاتی تحفظ کے لئے شجرکاری کی اہمیت

☆فضائی آلودگی کو کم کرنے میں ہرے بھرے درختوں اور پیڑپودوں کا بنیادی کردار ہے، اسی لئے متعدد روایات میں پیڑ پودے لگانے کی ترغیب دی گئی

[4] - البقرة:36

[5] - طه:55

ہے ، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت خلاد بن السائبؓ، حضرت جابر بن عبد اللہؓ ،حضرت ابوالدرداءؓاور حضرت انس بن مالکؓ متعدد صحابہ کرام سے اس مضمون کی روایات منقول ہیں، حضرت انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : ان قامت الساعة وبيد أحدكم فسيلة فان استطاع ان لا يقوم حتى يغرسها فليفعل تعليق شعيب الأرنؤوط : إسناده صحيح على شرط مسلم [6]۔

ترجمہ:اگر قیامت قائم ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کی چھوٹی سی شاخ ہو اور اٹھنے سے پہلے اس پودے کو لگا سکتا ہو تو لگا دے۔

یعنی اسے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اسے اس کا نفع ملے گا یا نہیں؟ بلکہ اس زمین کو شاداب رکھنے میں اپنا ممکنہ کردار ادا کرنا چاہئے۔

☆حضرت انسؓ ہی راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ غَرَسَ غِرَاسًا فَأَثْمَرَ ، كَانَ لَهُ مِنَ الأَجْرِ بِعَدَدِ ذَلِكَ

[6] - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ٣ ص ١٩١ حدیث نمبر:١٣٠٠٤ المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرة عدد الأجزاء:6 ، مسند أبي داود الطيالسي – المشكول ج ٣ ص ٥٤٥ حدیث نمبر:٢١٨١ المؤلف : سليمان بن داود بن الجارودالمتوفى سنة 204 هـ تحقيق : الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي بالتعاون مع مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية بدار هجر الناشر : هجر للطباعة والنشرالطبعة : الأولى سنة الطبع : 1419 هـ – 1999 م عدد الأجزاء : 4

الثَّمَرِهَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ ، رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ [7].

ترجمہ: جس نے کوئی پودا لگایا اور وہ ثمر دار ہوا تو ہر پھل کے بدلے میں اسے اجر ملے گا۔

علامہ علی المتقیؒ نے کنز العمال میں باب:فضل الزرع والغراس " کے تحت متعدد صحابہ کی الگ الگ روایات جمع کی ہیں [8]۔

ان ارشادات کے علاوہ عملی طور پر بھی حضور ﷺ سے پیڑ پودوں کا لگانا ثابت ہے، حضرت عمرو بن یحیٰؒ اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَرِيدَةً مِنْ جَرِيدِهَا فَزَرَعَهَا [9]

ترجمہ: حضور ﷺ نے ایک شاخ اپنے دست مبارک میں لی اور اس کو لگا دیا۔

اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ کے عقد مکاتبت کے قصے میں حضور

---

[7] - إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة ج ٣ ص ٣٨٤حدیث نمبر: ٢٩٤٥ المؤلف : أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري المُتَوَفَّى هجرية

[8] - كتر العمال في سنن الأقوال والأفعال ج ٣ ص ٨٩٠ تا ٨٩٢ المؤلف : علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ) المحقق : بكري حياني – صفوة السقا الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م

[9] - شرح مشكل الآثار ج ٩ ص١٧٤حدیث نمبر: ٣٥٤٣ المؤلف : أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى : 321هـ) تحقيق : شعيب الأرنؤوط الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى – 1415 هـ ، 1494 م عدد الأجزاء : 16 (15 وجزء للفهارس)

ﷺ کا کھجوروں کے پیڑ لگانے کا واقعہ بہت معروف ہے[10]۔

ان تعلیمات کا اثر صحابہ کی زندگیوں میں بھی نظر آتا ہے، خاص طور پر حضرت عمرؓ کو اس کا بڑا اہتمام تھا:

عن عمارة بن خزيمة بن ثابت: سمعت عمر بن الخطاب يقول لأبي: ما يمنعك أن تغرس أرضك؟ فقال له أبي: أنا شيخ كبير أموت غدا، فقال له عمر: أعزم عليك لتغرسها، فلقد رأيت عمر بن الخطاب يغرسها بيده مع أبي. ابن جرير[11].

ترجمہ: عمارہ بن خزیمہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے میرے والد سے دریافت کیا کہ آپ نے زمین آباد کیوں نہیں کی؟ انہوں نے اپنے بڑھاپے کا عذر پیش کیا کہ اب چل چلاؤ کا وقت ہے، حضرت عمرؓ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ہر حال میں زمین آباد کرنی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود حضرت عمرؓ کو اس زمین میں اپنے ہاتھ سے پودے لگاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ ان کو اس سے بہت شغف تھا اور اس کو وہ مصلحین کی علامت تصور کرتے تھے:

---

[10] - إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة ج ٥ ص ٤٥٨حديث نمبر: ٤٩٩٧ المؤلف : أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري المُتَوَفَّى هجرية

[11] -كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج ٣ ص ٩٠٩ حديث نمبر:٩١٣٦ المؤلف : علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ) المحقق : بكري حياني – صفوة السقا الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م

عن عبد الرحمن بن عبد الله بن معقل بن يسار قال: دخل رجل على عثمان بن عفان وهويغرس غراسا،فقال له:يا أمير المؤمنين الغرس وهذه الساعة قد جاءت؟ فقال: أن تأتي وأنا من المصلحين خير وأحب إلي من أن تأتيني وأنا من المفسدين. ابن جرير[12].

ترجمہ :حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس حاضر ہوااس وقت وہ پودہ لگارہے تھے،اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین !پودالگارہے ہیں،کیا قیامت کی گھڑی آگئی ؟آپ نے فرمایا :میری خواہش ہے کہ وہ میرے پاس اس حال میں آئے کہ میرا شمار مصلحین میں ہو نہ کہ اس حال میں کہ میرا شمار مفسدین میں ہو۔

حضرت امیر معاویہؓ نے بھی اپنے آخری عہد حیات میں شجرکاری اورویران زمینوں کی آبادکاری پر خاصی توجہ دی،ایک دن کھجور کا پیڑ لگاتے وقت کسی(بے تکلف شخص)نے آپ سے دریافت کیا کہ ان پودوں سے آپ کو کس نفع کی امید ہے ؟انہوں نے فرمایا کہ میں نے نفع کی امید میں یہ درخت نہیں لگائے ،بلکہ مجھے اسدی کے اس قول سے ترغیب ملی:

ليس الفتى بفتى لا يستضاء به * ولا يكون له في الأرض آثار[13]

ترجمہ: آدمی وہ آدمی نہیں جس سے روشنی نہ پھیلے اور زمین پر اس کے نقوش موجود

---

[12] -حوالہ بالا۔

[13]-فيض القدير ج ٣ ص ١٤٠المؤلف : زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي المناوي (المتوفى : **1031**هـ)

نہ ہوں۔

اس ضمن میں کسریٰ کاایک دلچسپ قصہ بھی بیان کیاجاتاکہ ایک دن شکار کے دوران اس نے ایک شیخ ضعیف کو دیکھا کہ وہ زیتون کے پیڑ لگارہاہے، کسریٰ نے ٹھہر کر بوڑھے سے کہاکہ زیتون کا پیڑ تیس(۳۰) سال کے بعد پھل دیتا، آپ کواس سے کیا نفع ملے گا؟بوڑھے نے کہا:اے بادشاہ!ہم سے پہلے کے لوگوں نے ہمارے لئے درخت لگائے اب ہم بعد والوں کے لئے لگارہے ہیں، کسریٰ بے حد خوش ہوا، شاہان فارس کا دستور تھا، کہ جب وہ کسی کے جملہ سے خوش ہوتے تواس کوایک ہزار دینار انعام دیتے تھے، کسریٰ نے ایک ہزار دینار بوڑھے کو دیا، بوڑھے نے انعام پانے کے بعد بادشاہ سے عرض کیاکہ،اے بادشاہ!زیتون کا پیڑ تیس(۳۰) سال کے بعد پھل دیتاہے لیکن میرے زیتون نے پودالگاتے ہی پھل دے دیا ،بادشاہ نے خوش ہوکر پھرایک ہزار دینار بوڑھے کوانعام دیا، بوڑھے نے ادب سے کہا، ہر زیتون سال میں صرف ایک بار پھل دیتاہے، لیکن میرے زیتون نے توسال میں دوبار پھل دے دیئے، کسریٰ نے پھراس کی طرف ایک ہزار دینار اچھال دیا اوراس کی اگلی بات سننے سے پہلے ہی تیزی کے ساتھ روانہ ہوگیا، کہ اگراس بوڑھے کے چکر میں رہے توساراخزانہ خالی ہوجائے گا[14]۔

غرض زراعت اور شجرکاری ایک انتہائی نفع بخش اور دوررس نتائج کی حامل چیزہے اسی لئے بہت سے علماء اور محدثین نے اپنی کتابوں میں اس کی فضلیت

---

[14] -حوالۂ بالا۔

واہمیت پر مستقل ابواب قائم کئے ہیں[15]، متعدد علماء نے زراعت کو سب سے افضل پیشہ قرار دیا ہے[16] جب کہ کئی علماء نے اس کو جہاد اور تجارت کے بعد تیسرے نمبر

---

[15] -دیکھئے:☆ باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه، الجامع الصحيح المختصر ج ٢ ص ٨١٥ المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987 تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6 –* باب فَضْلِ الْغَرْسِ وَالزَّرْعِ، : الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٥ ص ٢٧ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـ بيروت –* باب ما جاء في فضل الغرس ، الجامع الصحيح سنن الترمذي ج ٣ ص ٦٦٥ المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5 * باب في فضل الغرس ، سنن الدارمي ج ٢ ص ٣٤٧ المؤلف : عبدالله بن عبدالرحمن أبو محمد الدارمي الناشر : دار الكتاب العربي – بيروت الطبعة الأولى ، 1407 تحقيق : فواز أحمد زمرلي , خالد السبع العلمي عدد الأجزاء : 2 -*ذكر تفضل الله جل وعلا على الغارس الغراس ، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان ج ٨ ص ١٥٤ المؤلف : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (المتوفى : 354هـ)ترتيب : علي بن بلبان بن عبد الله، علاء الدين الفارسي، المنعوت بالأمير(المتوفى : 739هـ)الناشر : مؤسسة الرسالة-* باب فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ، السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ٦ ص ١٣٧ المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق :
الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة : الطبعة : الأولى ـ 1344 هـ عدد الأجزاء : 10 * فيه فضل الزرع والغراس، كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال ج ٣ ص ٨٩٠ المؤلف : علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ)المحقق : بكري حياني – صفوة السقا الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ،1401هـ/1981م –

[16]- عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ١٨ ص 429المؤلف : بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني (المتوفى : 855هـ)

پر رکھا ہے[17]۔

بے ضرورت پیڑ پودے کاٹنا

☆ احادیث میں بے ضرورت پیڑپودوں کو کاٹنے کی بھی ممانعت آئی ہے ،حضرت عبداللہ بن حبشیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً صَوَّبَ اللَّهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ-سُئِلَ أَبُو دَاوُد عَنْ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هَذَا الْحَدِيثُ مُخْتَصَرٌ يَعْنِي مَنْ قَطَعَ سِدْرَةً فِي فَلَاةٍ يَسْتَظِلُّ بِهَا ابْنُ السَّبِيلِ[18]۔

ترجمہ: جو شخص کسی پیڑ کو کاٹے گا اللہ پاک اس کا سر جہنم میں ڈالیں گے ۔اس حدیث کی تشریح میں امام ابوداؤد نے کہا کہ اس سے مراد سایہ دار درخت ہے جس سے مسافر سایہ حاصل کرتے ہوں۔

زمین میں فساد برپا کرنا

☆ان کے علاوہ قرآن وحدیث میں ایسی متعدد نصوص اور عمومی ہدایات موجود ہیں جن میں روئے زمین کی پاک فضااور انسانی وسائل حیات کو تخریبی سرگرمیوں سے آلودہ اور مسموم کرنے کی ممانعت ملتی ہے۔۔۔۔۔

---

[17]- الاختيار لتعليل المختار ج ۴ ص ۱۸۳ المؤلف : عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي دار النشر : دار الكتب العلمية – بيروت / لبنان – 1426 هـ – 2005 م الطبعة : الثالثة تحقيق : عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء / 5 -

[18]- سنن أبي داود ج ۴ ص ۵۳۰ حدیث نمبر: ۵۲۴۱ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء : 4 -

یوں اس زمین میں جراثیم اور فاسد عناصر کو تحلیل کرنے کی بھی زبردست صلاحیت موجود ہے، جس کی مدد سے وہ مختلف جراثیمی حملوں کا دفاع کرتی رہتی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اس کی بھی ایک حد مقرر ہے، مقررہ حدود سے تجاوز کی صورت میں زمینی ماحول کا توازن بگڑنے لگتاہے،اوراس کے منفی اثرات نسلوں اور کھیتیوں پر پڑتے ہیں، جس کو قرآن کریم کی زبان میں فساد قرار دیا گیا ہے،اور قرآن نے اس سے سخت بیزاری کا اعلان کیاہے:

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ [19]

ترجمہ:جب وہ پھرا تو زمین میں فساد برپا کرنے اور نسلوں اور کھیتیوں کو برباد کرنے کی کوشش کی،اوراللہ پاک فساد کو پسند نہیں کرتے۔

وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ [20]

ترجمہ: بہتر کرو جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ بہتر کیا ہے اور زمین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ [21]

ترجمہ: خشکی اور تری میں پھیلا ہوا فساد خود انسان کے ہاتھ کا پیدا کردہ ہے

---

[19] - البقرة:۲۰۵

[20] - القصص:۷۷

[21] - الروم:۴۱

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا[22]۔

ترجمہ: زمین میں فساد برپا مت کروجب کہ پہلے سے وہ درست حالت میں ہے۔

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ [23]۔

ترجمہ: جب بھی یہ لوگ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں اللہ پاک اس کو بجھا دیتے ہیں، یہ لوگ زمین میں فساد بھڑکاتے ہیں، اور اللہ پاک فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

فطری نعمتوں کو مسخ کرنا

☆ زمین کے اندر جو بے شمار خزانے محفوظ ہیں، اور زمین کے اوپر جو فطری ماحول موجود ہے، وہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں، اور نعمت الہی میں تبدیلی کرنا اللہ کے نزدیک جرم ہے:

وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ[24]۔

ترجمہ: جو اللہ کی نعمت ملنے کے بعد تبدیل کرے گا تو اللہ پاک سخت عذاب دینے والے ہیں۔

---

[22] -الاعراف :۵۶

[23] -المائدة : ۶۴

[24] -البقرة : ۲۱۱

مہلکات سے بچنے کا حکم

☆قرآن نے مہلکات سے بچنے کا حکم دیا ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[25]۔

ترجمہ: اپنے ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالو، اور اچھے کام کرو اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

وَلاَ تَقْتُلُواْ أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا[26]

ترجمہ: اپنے آپ کو قتل مت کرو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔

اجتماعی مفادات کا تحفظ

☆اسلام میں اجتماعی مفادات کے تحفظ پر کافی زور دیا گیا ہے، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من لم يهتم بأمر المسلمين فليس منهم آه لايروى هذا الحديث عن حذيفة إلا بهذا الإسناد تفرد به عبد الله بن أبي جعفر الرازي[27]

---

[25] -البقرة : ١٩٥

[26] - النساء:29

[27] - : المعجم الأوسط ج ٧ ص ٢٧٠ حديث نمبر٧٤٧٣ المؤلف : أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني الناشر : دار الحرمين – القاهرة ، 1415 تحقيق : طارق بن عوض الله بن محمد ,عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني عدد الأجزاء : 10 ،یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی آئی ہے، مگر علامہ ذہبی نے اس کو موضوع قرار دیا ہے، دیکھئے: المستدرك على الصحيحين ج ٤ ص ٣٥٢ حديث نمبر : ٧٨٨٩ المؤلف :

ترجمہ: جو مسلمانوں کے عمومی مفادات کا لحاظ نہ رکھے وہ مسلمان نہیں ہے، حضرت حذیفہؓ سے اس حدیث کی روایت میں عبداللہ بن ابی جعفر متفرد ہیں۔

عبداللہ بن ابی جعفر الرازی کو محمد بن حمید نے ضعیف کہا ہے، لیکن ابو حاتم، ابوزرعہ، ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے[28]۔

حضرت جریر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ –صلى الله عليه وسلم– عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ[29].

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی پر بیعت کی۔

حضرت تمیم داریؓ کی روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَة " قِيلَ: لِمَنْ ؟ قَالَ: " لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ[30]۔

محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم النيسابوري ،الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت ،الطبعة الأولى ، 1411 – 1990 تحقيق : مصطفى عبد القادر عطا ،عدد الأجزاء : 4 مع الكتاب : تعليقات الذهبي في التلخيص۔

[28] - جامع الأحاديث ج ٢١ ص ٣٧٩ المؤلف : جلال الدين السيوطي -

[29] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ١ ص۵۴حدیث نمبر: ٢٠٩ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـــ بيروت الطبعة : عدد الأجزاء : ثمانية أحزاء في أربع مجلدات۔

[30] - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ٢٨ ص١۴٠حدیث نمبر: ١٦٩۴١ المؤلف : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى : 241هـ) المحقق : شعيب الأرنؤوط – عادل

ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے،لوگوں نے پوچھا: کس کے ساتھ ؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ اور رسول، کتاب الہی، حکومت اسلامیہ اور عام مسلمانوں کے ساتھ۔

اسلام میں طہارت ونظافت کی اہمیت

☆اسلام میں طہارت ونظافت کی بڑی اہمیت ہے ،طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے حضرت ابومالک اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الطهور نصف الإيمان[31] ترجمہ: پاکی نصف ایمان ہے۔

نماز جیسی اہم ترین عبادت کے لئے طہارت کو کلید قرار دیا گیا:

عن علي : عن النبي صلى الله عليه و سلم قال مفتاح الصلاة الطهور[32]

ترجمہ: حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے۔

ہر جمعہ غسل کرنے کو اسلامی حق قرار دیا گیا:

مرشد ، وآخرون إشراف : د عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، 1421 هـ – 2001 م.

31 - المعجم الكبير ج ٣ ص ٢٨٤حدیث نمبر: ٣٤٢٤ المؤلف : سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني الناشر : مكتبة العلوم والحكم – الموصل الطبعة الثانية ، 1404 – 1983 تحقيق : حمدي بن عبدالمجيد السلفي عدد الأجزاء : 20

32 - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج ١ ص ٨ حدیث نمبر : ٣ المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5

حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِى كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا[33]

نظافت کے بارے میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت ہے:

تنظفوا بكل ما استطعتم فإن الله بنى الإسلام على النظافة[34]

ترجمہ: ہر ممکن نظافت اختیار کرو اس لئے کہ اسلام کی بنیاد نظافت پر ہے

حضرت سعد بن وقاصؓ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں:

إن الله طيب يحب الطيب ، نظيف يحب النظافة[35]

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور پاکی کو پسند فرماتے ہیں، اور اللہ نظیف ہیں نظافت کو پسند فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ:

إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ[36]۔

ترجمہ: بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

جمال ہر چیز کے فطری توازن کا نام ہے، اور اس توازن کو بگاڑنے کا نام فساد ہے، اسلام دین فطرت ہے اسی لئے اس کے بے شمار احکام کی بنیاد طہارت ونظافت

---

33 - صحيح البخاري ج ١ ص ٣٠٥ حدیث نمبر:٨٥٦ -

34- جمع الجوامع أو الجامع الكبير للسيوطي ج ١ ص ١١١٩١ اس کی سند کمزور ہے۔

35 - مسند أبي يعلى الموصلي ج ٢ ص ٢٦٦حدیث نمبر٧٥٩ المؤلف : أبو يعلى أحمد بن علي بن المثُنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (المتوفى : 307هـ)

36 - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ١ ص ٦٥حدیث نمبر: ٢٧٥ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري

پر ہے ،مثلاً کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا[37]،نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہاتھ دھونے کی ہدایت کی گئی[38]،

وضع قطع،رہن سہن اور گھر مکان راستہ سواری ہر چیز میں صفائی ستھرائی اور بہتر طرز زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے:

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وثيابك فطهِّر[39]۔ ترجمہ: اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

ارشاد نبوی ہے:

فاحسنوا لباسكم و اصلحوا رحالكم حتى تكونوا كأنكم شامة في الناس إن الله لا يحب الفحش و التفحش تعليق الذهبي قي التلخيص:صحيح[40]۔

ترجمہ : اپنے لباس کو مزین کرو،اور اپنی رہائش گاہوں کو درست رکھو ،یہاں تک کہ تم سارے انسانوں میں سب سے مضبوط حس رکھنے والی قوم شمار کئے جانے لگو،اللہ پاک برائی اور بے حیائی کو پسند نہیں فرماتے۔

---

[37] - سنن أبي داود ج ٣ ص ٤٠٥حدیث نمبر:٣٧٦٣ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ـ بيروت عدد الأجزاء : 4 -

[38] - صحيح البخاري ج ١ ص ٧٢ حدیث نمبر:١٦٠ -

[39] - المدثر: ٤

[40] - المستدرك على الصحيحين ج ٤ص٢٠٣حدیث نمبر :٧٣٧١ المؤلف : محمد بن عبدالله أبو عبدالله الحاكم النيسابوري الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت
الطبعة الأولى ، 1411 – 1990 تحقيق : مصطفى عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 4

مسند ابی یعلیٰ اور مسند بزار میں " فنظفوا أفنيتكم وساحاتكم [41]" کے الفاظ ہیں، یعنی اپنے صحنوں اور میدانوں کو صاف ستھرا رکھو۔

منہ کی صفائی کو رضامندی رب کا سبب قرار دیا گیا:

السِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ [42]

کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیا گیا، تاکہ انجانے میں اس کے اندر کوئی گندگی نہ پڑ جائے:

أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَغْطِيَةِ الْوَضُوءِ، وَإِيكَاءِ السِّقَاءِ، وَإِكْفَاءِ الْإِنَاءِ [43]"

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ وضو کے برتن ڈھانک دیئے

---

[41] - مسند أبي يعلى ج ٢ ص ١٢٢ حدىث نمبر : ٧٩١ المؤلف : أحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى الموصلي التميمي الناشر : دار المأمون للتراث – دمشق الطبعة الأولى ، **1404 – 1984** تحقيق : حسين سليم أسد عدد الأجزاء : **13** ،– البحر الزخار ـــ مسند البزارج ٣ ص ٣٥٣ حديث نمبر: ٩٩٦ المؤلف : أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (المتوفى : **292**هـــ)

[42]- السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ١ ص ٣٤حديث نمبر١٣٩المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق : الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة : الطبعة : الأولى ـــ **1344** هـــ عدد الأجزاء : **10**

[43] - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ١٤ص٤٠٠حديث نمبر : ٨٨٠٠ المؤلف : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى : **241**هـــ) المحقق : شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد ، وآخرون إشراف : د عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، **1421** هـــ – **2001** م

جائیں، پانی بھرے ہوئے برتنوں کے منہ باندھ دیئے جائیں، اور خالی برتن الٹ کر رکھے جائیں۔

نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ گھروں کے دروازے بند کر کے سوؤ کہ مبادارات میں کوئی موذی چیز اندر آجائے، اور سونے سے قبل چراغوں کو گل کر دو، کہ اس میں اسراف بھی ہے، فضائی آلودگی بھی ہے اور اندیشے بھی ہیں:

أطفئوا السرج وأغلقوا الأبواب وخمروا الطعام والشراب[44]

ترجمہ: چراغوں کو بجھادو، دروازے بند کرلو اور کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک دو۔

حدود سے تجاوز

☆ماحول میں فساد فطری توازن کے بگڑنے سے پیدا ہوتا ہے اور یہ توازن اس وقت بگڑتا ہے جب انسان مقررہ حدود سے تجاوز کرے، جس کو قرآن کی زبان میں اسراف کہا جاتا ہے، مقررہ حد سے تجاوز اباحت کو حرمت میں تبدیل کر دیتا ہے، قرآن کی نگاہ میں اسراف بے انتہا ناپسندیدہ چیز ہے:

وكلوا واشربوا ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين[45].

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو، اللہ پاک اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے،

---

[44] - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ۱۴ص۳۶۲حدیث نمبر : ۸۷۵۱ -

[45] - الأعراف : ۳۱-

آلودہ شخص یا مقام سے اجتناب کا حکم

☆آلودگی سے تحفظ کی ایک نظیر آلودہ شخص یا آلودہ مقام سے ممکنہ اجتناب کی ہدایت بھی ہے، تاکہ اعتقادی تلویث کے ساتھ جسمانی تلویث سے بھی انسان محفوظ رہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فر من المجذوم كما تفر من الأسد[46]

ترجمہ: جذامی شخص سے اس طرح بھاگو جیسے کہ تم شیر سے بھاگتے ہو۔

اسی طرح طاعون کے بارے میں ارشاد ہوا:

فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَدْخُلُوهَا عَلَيْهِ وَإِذَا دَخَلَهَا عَلَيْكُمْ فَلاَ تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا[47]

ترجمہ: کسی مقام پر طاعون کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور تمہاری جگہ پر آجائے تو بھاگ کر مت نکلو۔

منکرات پر خاموش رہنا

☆یہاں اس نکتہ کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ آلودگی پھیلانے والوں پر نکیر نہ کرنا بھی ان کا یکگونہ تعاون کرنا ہے، جرائم پر مجرمانہ خاموشی بھی عذاب الٰہی کا باعث بن جاتی ہے، قرآن کریم میں ہے:

---

46 - صحيح البخاري ج ٥ ص ٢١٥٨ حديث نمبر : ٥٣٨٠ -

47 - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٧ ص ٢٧ حديث نمبر: ٥٩٠٦ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري-

واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة[48]

ترجمہ: فتنہ سے بچو تم میں سے ظالموں کو خاص طور پر نہ لگ جائے۔

حدیث پاک میں ایک کشتی سے تمثیل دی گئی ہے، کہ نچلی منزل میں ضرر پھیلانے والوں کا ہاتھ نہ پکڑا گیا تو سب ہلاک ہو جائیں گے:

فإن یترکوهم وما أرادوا هلکوا جمیعا وإن أخذوا علی أیدیهم نجوا ونجوا جمیعا[49]

ترجمہ: اگر ان کو چھوڑ دیں گے تو سب ہلاک ہو جائیں گے، اور ان کا ہاتھ پکڑ کر روک دیں گے تو سب بچ جائیں گے۔

ضرر رساں چیزوں سے گریز کا حکم

☆متعدد نصوص میں انسانوں کو تکلیف پہونچانے والے اعمال سے منع کیا گیا، مثلاً: حضرت ابوہریرہؓ، فضالہ بن عبیدؓ، اور انس بن مالکؓ کئی صحابہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے آخری خطبہ میں اعلان فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده والمؤمن من أمنه الناس علی دمائهم وأموالهم[50]۔

---

[48]- الأنفال : 25

[49] - صحیح البخاري ج ٢ ص ٨٢٢ حدیث نمبر: ٢٣٦١۔

[50] - الجامع الصحیح سنن الترمذي ج ٥ ص ١٧ حدیث نمبر :٢٦٢٧ ، مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ٦ ص ٢١ حدیث نمبر: ٢٤٠٠٤ المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشیباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرةعدد الأجزاء : 6

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں، اور مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان ومال محفوظ رہیں۔

بدبو پھیلانا

☆ مقامات عامہ پر بدبو پھیلانے سے روکا گیا ہے، کہ اس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے، حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من أكل ثوما أو بصلا فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا[51]

ترجمہ :جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے اور ہماری مسجدوں (نیز مقامات عامہ) سے دور رہے۔

مسلم شریف کی روایت میں اس حکم کی توجیہ بھی موجود ہے:

فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ[52]

ترجمہ: کہ جس سے انسانوں کو تکلیف پہونچتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی تکلیف پہونچتی ہے۔

ایک موقعہ پر حضور ﷺ نے کراث (ایک بدبودار درخت) کی بو محسوس کی تو آپ نے تنبیہ آمیز انداز میں فرمایا:

ألم أكن نهيتكم عن أكل هذه الشجرة إن الملائكة تتأذى مما

---

[51] - صحيح البخاري ج ٥ ص ٢٠٧٧ حديث نمبر : ٥١٣٧ ،

[52] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٢ ص ٨٠ حديث نمبر :١٢٨٢ -

يتأذى منه الإنسان[53]

ترجمہ: کیا میں نے تمہیں اس بدبودار درخت کے استعمال سے نہیں روکا تھا اس لئے کہ جس چیز سے انسان کو تکلیف پہونچتی ہے اس سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطابؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے کئی ایسے لوگوں کو دیکھا جو پیاز اور لہسن جیسی بدبودار چیز کھا کر مسجد آئے تھے ان کو حضور ﷺ نے مسجد سے نکلوا کر بقیع کی طرف بھیج دیا[54]۔

اصول نفع وضرر

☆اس سلسلے کی ایک اہم ترین اصولی روایت جس کو اجتماعی زندگی کے لئے فقہاء نے ایک قاعدۂ فقہیہ کی حیثیت دی ہے، اور جو معاشرہ کے بے شمار مسائل میں فیصلہ کن اہمیت رکھتی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَوَلِلرَّجُلِ أَنْ يَجْعَلَ خَشَبَةً فِي حَائِطِ جَارِهِ الحديث"[55]

---

[53] - سنن ابن ماجه ج ۲ ص ۱۱۱٦حدیث نمبر: ۳۳٦۵ المؤلف : محمد بن يزيد أبو عبدالله القزويني الناشر : دار الفكر – بيروت تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي عدد الأجزاء : 2

[54] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۲ ص ۸۱ حدیث نمبر: ۱۲۸٦ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري-

[55] - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث نمبر:۲۸٦۷ ،سنن ابن ماجه ج ۷ ص ۲۴۱ حدیث نمبر: ۲۴۳۱ المؤلف:أبوعبد الله محمد بن يزيد القزويني،وماجة اسم أبيه يزيد

ترجمہ: اسلام میں نہ نقصان اٹھانے کی گنجائش ہے اور نہ نقصان پہونچانے کی، آدمی کو اگر ضرورت ہو تو اپنے پڑوسی کی دیوار پر لکڑی رکھ سکتا ہے۔

ضرر اور ضرار کو بعض حضرات نے مترادف قرار دیا ہے، جیسے قتل اور قتال کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، لیکن اکثر علماء اور اصحاب لغت نے اس میں فرق کیا ہے، ماہرین لغت کے نزدیک ضرر اسم ہے اور ضرار فعل ہے، اس کی بہترین تشریح علامہ خشنیؒ نے کی ہے کہ انسان اپنے نفع کے لئے کوئی ایسا کام کرے جس سے دوسرے کو نقصان پہونچے، یہ ضرر ہے، اور ضرار یہ ہے کہ اس عمل سے اس کو خود کوئی نفع نہ ہو لیکن دوسرے کو نقصان پہونچے[56]، علامہ ابن عبد البرؒ اور ابن الصلاح وغیرہ نے اسی معنیٰ کو ترجیح دی ہے[57]------ایک دوسری تشریح یہ کی گئی ہے کہ ضرر یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو نقصان پہونچائے جس نے اس کو نقصان نہیں پہونچایا اور ضرار یہ ہے کہ ایسے شخص کو نقصان پہونچائے جس نے اس

---

[56] -. التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد ج20 ص 159 المؤلف : أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى : 463هـ)
المحقق : مصطفى بن أحمد العلوى و محمد عبد الكبير البكرى الناشر : مؤسسة القرطبه – المنتقى ج4 ص 41 المؤلف : أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب بن وارث الباجي الأندلسي (المتوفى : 474هـ)

[57] - النهاية في غريب الأثر– ابن الأثير]ج 3 ص 172 الكتاب : النهاية في غريب الحديث والأثر المؤلف : أبو السعادات المبارك بن محمد الجزري الناشر : المكتبة العلمية – بيروت ، 1399هـ – 1979م تحقيق : طاهر أحمد الزاوى – محمود محمد الطناحي عدد الأجزاء : 5 مصدر الكتاب : برنامج المحدث المجاني -

کو نقصان پہونچایا ہو[58]،

☆ چنانچہ انسانی غذاؤں میں صرف ایسی چیزیں حلال کی گئی ہیں جو انسانوں کے لئے مضرت رساں نہ ہوں، قرآن کہتا ہے:

قُل لاَّ أَجِدُ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلاَّ أَن يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَّسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ آه [59]

ترجمہ: اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر نازل کردہ احکام میں کھانے والے کے لئے کوئی حرام چیز موجود نہیں ہے، الا یہ کہ وہ مردار، بہنے والا خون یا لحم خنزیر ہو کہ یہ گندی چیزیں ہیں۔

☆ راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو صدقہ قرار دیا گیا، حضرت ابوہریرہؓ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں:

يميط الأذى عن الطريق صدقة[60]

ترجمہ: راستہ سے گندگی کو دور کرنا صدقہ ہے۔

☆ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے روکا گیا، کہ یہ مفاد عامہ کی چیز ہے، اور اس سے آبی اور فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے:

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِى الْمَاءِ الرَّاكِدِ[61].

---

[58] - حوالہ بالا۔

[59] - الأنعام: 145

[60] - صحيح البخاري ج ٢ ص ٨٧٠ -

[61] - صحيح مسلم ج ١ ص ١٦٢ حدیث نمبر: ٦٨١ -

ترجمہ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بلکہ طبرانی کی روایت میں جاری پانی میں بھی پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہے جس کو حکم شرعی سے زیادہ اخلاقی ہدایت اور طہارت سے زیادہ نظافت کی حیثیت دی جائے گی:

عن جابر قال : نهى رسول الله أن يبال في الماء الجاري لم يرو هذا الحديث عن الأوزاعي إلا الحارث [62]

اسی طرح مفاد عامہ کی جگہوں پر بھی استنجا پیشاب پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا:

اتقوا الملاعن الثلاث البراز في الموارد والظل وقارعة الطريق [63]

ترجمہ: تین مقامات لعنت سے بچو: پانی پینے کے مقامات پر، سایہ دار جگہوں پر، اور راستوں پر غلاظت پھیلانے سے پرہیز کرو۔

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[62] - المعجم الأوسط ج ٢ ص ٢٠٨ حديث نمبر:١٧٤٩ المؤلف : أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني الناشر : دار الحرمين – القاهرة ، 1415 تحقيق : طارق بن عوض الله بن محمد ,عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني عدد الأجزاء : 10

[63] - سنن ابن ماجه ج ١ ص ١١٩ حديث نمبر : ٣٢٨ المؤلف : محمد بن يزيد أبو عبدالله القزويني الناشر :دارالفكر بيروت تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي عدد الأجزاء : 2

من آذى المسلمين في طرقهم وجبت عليه لعنتهم[64]

ترجمہ: جو مسلمانوں کو ان کے راستوں میں تکلیف پہونچائے ان پر ان کی لعنت واجب ہو گئی۔

☆ بلکہ عمومی مقامات (مثلاً مساجد وغیرہ) پر تھوکنے وغیرہ سے بھی روکا گیاہے: ایک موقعہ پر اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد کی دیواروں پر تھوک کے اثرات دیکھے تو چہرۂ انور پر ناگواری محسوس کی گئی، پھر آپ نے خود اپنے دست مبارک سے اسے صاف کیا، اور آئندہ کے لئے تنبیہی ہدایات جاری فرمائیں[65]۔

حضرت انس بن مالکؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا [66]

ترجمہ: مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا (یعنی اس کی تنظیف وتطہیر) ہے۔

ایک شخص کو حضور ﷺ نے دیوار مسجد پر تھوکنے کے جرم میں مسجد کی امامت سے معزول فرمادیا اور راوی کا خیال ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا :-إِنَّكَ

---

[64] - المعجم الكبير ج ٣ ص ١٧٩ حديث نمبر :٣٠٥١ المؤلف : سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني الناشر : مكتبة العلوم والحكم – الموصل الطبعة الثانية ، 1404 – 1983 تحقيق : حمدي بن عبدالمجيد السلفي عدد الأجزاء : 20

[65] - صحيح البخاري ج ١ ص ١٥٩ حديث نمبر : ٣٩٧ -

[66] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٢ ص ٧٦ حديث نمبر : ١٢٥٩ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري -

آذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ-تم نے اللہ اور رسول کو تکلیف پہونچائی[67]۔

اجتماعی مواقع پر عجلت کے مظاہرہ سے اجتناب

☆اجتماعی مواقع (مثلاً حج وغیرہ) پر سکینت وسنجیدگی کی تعلیم دی گئی، کہ عجلت ولاپرواہی سے دوسروں کو تکلیف پہونچے گی، مثلاً عرفہ کے موقعہ پر ایک بار حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کچھ شوروغل کی آوازیں سنیں تو اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا:

أيها الناس عليكم بالسكينة فإن البر ليس بالإيضاع[68]

ترجمہ: لوگو! سکون کو لازم پکڑو، تیز چلنا نیکی نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:

يا عمر إنك رجل قوي لا تزاحم على الحجر فتؤذى الضعيف[69]

ترجمہ: اے عمر: تم مضبوط آدمی ہو اس لئے حجر اسود کے استلام میں ایسی مزاحمت نہ کرنا کہ کسی کمزور کو تکلیف پہونچے۔

☆پڑوسیوں کو تکلیف پہونچانے سے روکا گیا، حضرت ابوہریرہؓ روایت

---

[67] - سنن أبي داود ج ١ ص ١٨١ حديث نمبر:١٤٨١المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء : 4

[68] - صحيح البخاري ج ٢ ص ٢٠١حديث نمبر : ١٥٨٧ -

[69] - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ١ ص ٢٨ حديث نمبر : ١٩٠ المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة – القاهرة عدد الأجزاء : 6

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لاَ يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ[70]

ترجمہ:وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جس کے ضرر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔

نفع وضرر کا توازن-فقہاء حنفیہ کے نزدیک

اس طرح کے بے شمار مسائل ہیں جو لاضرر ولاضرار کے اصول کے دائرے میں آتے ہیں،البتہ یہاں ایک اصولی بحث بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے ،جس کا تذکرہ ہماری متعدد کتب فقہیہ میں کسی نہ کسی عنوان سے آیا ہے کہ:

کوئی شبہ نہیں کہ انسان کو قوت واختیار سے نوازا گیا ہے،مختلف اشیا واملاک پر اس کی مالکانہ حیثیت تسلیم کی گئی ہے اور اپنی خاص ملکیت میں تصرفات کا حق بھی اسے دیا گیا،لیکن شریعت نے اس کے کچھ حدود بھی مقرر کئے ہیں،انسان کے گردوپیش کئی حقوق ہیں،جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے،مثلاً:پڑوس کا حق،راستہ کا حق،جانوروں اور چرندوپرند کے حقوق وغیرہ،انسان اپنی چیزوں سے نفع اٹھانے کا حق رکھتا ہے،لیکن اپنے حدود سے تجاوز کرکے دوسروں کو نقصان پہونچانے کا حق نہیں رکھتا،شخصی املاک پر انسان کے حق تصرف کا جواز تسلیم کرنے کے ساتھ لاضرر ولاضرار کی تعلیم دراصل انسان کو اسی نقطۂ اعتدال پر لانے کی کوشش ہے

---

[70] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ١ ص ٤٩حدیث نمبر : ١٨١ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـــ بيروت -

کہ جس میں انسان خود اپنی ہی چیزوں سے استفادہ سے محروم نہ رہ جائے اور نہ دوسروں کے لئے باعث ضرر بن جائے س،ایک طرف پڑوس کو ضرر پہونچانے سے روکا گیاتو دوسری طرف اس کو اپنے ضرر کے دفاع کا حق بھی دیا گیاہے،مثلاً حق شفعہ (الجار أحق بسقبه) [71]،اسی لئے فقہاء حنفیہ نے حدیث(لاضرر ولا ضرار) کوعام مطلق کے بجائے عام مخصوص منہ البعض قرار دیاہے،امام سرخسیؒ ،علامہ ابن ہمامؒ اور کئی فقہاءنے اس کی وضاحت کی ہے کہ بظاہر لا نفی جنس کے لئے محسوس ہوتی ہے،اور حدیث ہر قسم کے ضرر کی نفی کرتی ہے،لیکن اگر اس کے عموم کا دائرہ اتنا وسیع کر دیاجائے گاتو انسان کے لئے دنیامیں زندگی دوبھر ہوجائے گی،کیونکہ کسی بھی جائز عمل سے کسی نہ کسی کو فی الجملہ ضرر پہونچنا عین ممکن ہے ،جس سے بچنا بہت مشکل ہے،گھر میں پکوان کے دھوئیں اور خوشبو سے ایسے پڑوسی کوتکلیف پہونچ سکتی ہے جس کے گھرمیں فقروافلاس،مرض یاکسی مجبوری کی بناپر کھانا نہیں پک سکا،راستہ چلتے ہوئے سواری یاگاڑی کی دھول بازوکے گھروں یا دکانوں تک پہونچتی ہے وغیرہ---

اسی طرح شرعی حدود وتعزیرات کاتمامتر نظام بھی معطل ہوکر رہ جائے گا،اس لئے کہ جس پر سزا جاری کی جاتی ہے اس کو بالیقین تکلیف پہونچتی ہے ،---دوسری طرف انسانوں کو اپنی ذاتی املاک پر جو حق ملکیت دیا گیاہے وہ بھی بے معنیٰ ہوکر رہ جائے گا،مثلاً کسی کی اپنی زمین میں کوئی سایہ دار درخت ہے جس

---

71 - صحيح البخاري ج ٢ ص ٨٧حدیث نمبر : ٢١٣٩-

سے اس کا پڑوسی بھی سایہ حاصل کرتا ہو، ضرورت کے وقت اس کو اس درخت کے قطع وبرید سے صرف اس لئے روک دیا جائے کہ اس کا پڑوسی سایہ سے محروم ہو جائے گا، یہ انسان کو اپنی ملکیت خاصہ میں تصرف سے روکنا ہے، اور ایک ضرر کو روکنے کے لئے دوسرا بڑا ضرر (ظلم) قبول کرنا ہے، اسی لئے حنفیہ کے نزدیک لاضرر میں ہر ضرر شامل نہیں ہے بلکہ مخصوص قسم کا ضرر مراد ہے، یعنی ضرر بین یعنی واضح اور بڑا نقصان، جس کی مضرت کو ہر شخص محسوس کر سکتا ہو، حدیث کی اس تشریح سے ایک نقطۂ اعتدال سامنے آتا ہے، یعنی اصول کے مطابق تو انسان کو اپنی ملکیت خاصہ میں مطلق تصرف کا اختیار حاصل ہے، خواہ اس سے کسی کو کچھ بھی نقصان پہونچے، اس کی کوئی ذمہ داری صاحب تصرف پر نہیں ہوگی، اس لئے کہ شریعت مطہرہ انسانی ملکیت کو تسلیم کرتی ہے، زکوۃ وصدقات، وقف اور جملہ مالی عبادات ومعاملات کی بنیاد اسی پر ہے، دوسری طرف حدیث لاضرر بظاہر انسان کو ہر ایسے عمل سے روکتی ہے جس سے کسی کو تھوڑی سی بھی تکلیف پہونچے، پس دونوں کے درمیان نقطۂ تطبیق یہ ہے کہ حدیث کا مصداق ایسا عمل ہے جو ضرر فاحش یا غیر عادی اعمال کے دائرے میں آتا ہو، نہ کہ مطلق ضرر، کیونکہ اگر شخصی املاک میں انسانی تصرفات کو بالکلیہ محدود کر دیا جائے، تو یہ اصحاب اموال واملاک کا ضرر ہے، جو اس حدیث کی منشا کے خلاف ہے، کہ جب حدیث ہر ضرر کی نفی کرتی ہے تو اصحاب اموال کو ضرر سے دوچار کرنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟[72]: امام سرخسیؒ

---

[72] - حنفیہ کے یہاں مفتیٰ بہ قول یہی ہے، البتہ بعض کتابوں میں مطلق ضرر پر ہی مسئلہ کی بنیاد رکھی گئی ہے، بڑے اور

رقمطراز ہیں: (أَلَا تَرَى) أَنَّ مَنْ اتَّجَرَ فِي حَانُوتِهِ نَوْعَ تِجَارَةٍ لَمْ يُمْنَعْ مِنْ ذَلِكَ ، وَإِنْ كَانَتْ تَكْسُدُ بِسَبَبِهِ تِجَارَةٌ وَأَنَّ أَصْحَابَ الْحَوَانِيتِ يَتَأَذَّوْنَ بِغُبَارِ سَنَابِكِ الدَّوَابِّ الْمَارَّةِ وَأَنْ يَتَأَذَّى الْمَارَّةُ بِدُخَانِ نِيرَانِهِمْ الَّتِي يُوقِدُونَهَا فِي حَوَانِيتِهِمْ ، ثُمَّ لَيْسَ لِلْبَعْضِ مَنْعُ الْبَعْضِ مِنْ ذَلِكَ وَلِلْإِنْسَانِ أَنْ يَسْقِيَ أَرْضَهُ وَلَيْس لِجَارِهِ أَنْ يَمْنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَقِلَّ مَاءُ بِئْرِهِ فَعَرَفْنَا أَنَّ الْمَالِكَ مُطْلَقُ التَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ خَالِصُ حَقِّهِ ، وَإِنْ كَفَّ عَمَّا يُؤْذِي جَارَهُ كَانَ أَحْسَنَ لَهُ { قَالَ : صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُوصِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْت أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ } وَالتَّحَرُّزُ عَنْ سُوءِ الْمُجَاوِرَةِ مُسْتَحَقٌّ دِيْنًا وَلَكِنَّهُ لَا يُجْبَرُ عَلَى ذَلِكَ فِي الْحُكْمِ[73]۔

علامہ ابن ہمامؒ تحریر فرماتے ہیں:

وأما قوله صلى الله عليه وسلم لا ضرر ولا ضرار فلا شك أنه عام مخصوص للقطع بعدم امتناع كثير من الضرر كالتعازير والحدود ونحو مواظبة طبخ ينتشر به دخان قد ينحبس في خصوص أماكن فيتضرر به جيران لا يطبخون لفقرهم وحاجتهم خصوصا إذا

چھوٹے کا فرق نہیں کیا گیا، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے فتاویٰ خیریہ کا حوالہ دیا ہے اور فتاویٰ خیریہ میں فتاویٰ عمادیہ اور فتاویٰ تاتارخانیہ کے حوالے سے یہ بات لکھی گئی ہے، لیکن شامیؒ کہتے ہیں کہ میں نے جب فتاویٰ عمادیہ کا مقابلہ کیا تو اس میں مجھے "مطلقاً" کا لفظ نہیں ملا، شامیؒ اس کو سبقت قلم قرار دیتے ہیں (فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۴۴۹)۔

[73] - المبسوط للسرخسي ج ١٥ ص ٣٧ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ 2000م

كان فيهم مريض يتضرر به وكما أريناك من التضرر بقطع الشجرة المملوكة للقاطع فلا بد أن يحمل على خصوص من الضرر وهو ما يؤدي إلى هدم بيت الجار ونحوه من الضرر البين الفاحش[74]۔

علامہ زیلعیؒ رقمطراز ہیں:

(قَوْلُهُ وَقَالَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ رَحِمَهُ اللَّهُ يُجْبَرُ فِي زَمَانِنَا) قَالَ الْعِمَادِيُّ وَالْحَاصِلُ أَنَّ فِي هَذِهِ الْمَسَائِلِ وَأَجْنَاسِهَا الْقِيَاسُ أَنَّ كُلَّ مَنْ تَصَرَّفَ فِي خَالِصِ مِلْكِهِ لَا يُمْنَعُ مِنْهُ فِي الْحُكْمِ وَإِنْ كَانَ يُلْحِقُ ضَرَرًا بِالْغَيْرِ،لَكِنْ تُرِكَ الْقِيَاسُ فِي مَوْضِعٍ يَتَعَدَّى فِيهِ ضَرَرُ تَصَرُّفِهِ إلَى غَيْرِهِ ضَرَرًا بَيِّنًا وَقِيلَ بِالْمَنْعِ وَبِهِ أَخَذَ كَثِيرٌ مِنْ مَشَايِخِنَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.[75]

مندرجہ بالا عبارات کا مفہوم وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا،اس لئے تطویل سے بچنے کے لئے ترجمہ سے احتراز کیا گیا۔

ضرر فاحش کا معیار

ضرر بین اور ضرر فاحش کی تشریح علامہ شامیؒ وغیرہ نے یہ کی ہے کہ

---

[74] - شرح فتح القدير ج ٧ ص ٣٢٦ كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي سنة الولادة / سنة الوفاة 681هـ الناشر دار الفكر مكان النشر بيروت عدد الأجزاء

[75] - تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشِّلْبِيِّ ج ٤ ص ١٩٦ المؤلف : عثمان بن علي بن محجن البارعي ، فخر الدين الزيلعي الحنفي (المتوفى : 743 هـ) الحاشية : شهاب الدين أحمد بن محمد بن أحمد بن يونس بن إسماعيل بن يونس الشِّلْبِيُّ (المتوفى : 1021 هـ)الناشر : المطبعة الكبرى الأميرية – بولاق ، القاهرة الطبعة:الأولى، 1313 هـ

جو عمل کسی مکان کے انہدام کا سبب بنے، یا بالکلیہ انتفاع مسدود ہو جائے یعنی حوائج اصلیہ کا پورا کرنا بھی ممکن نہ رہے، مثلاً روشنی بالکلیہ ختم ہو جائے کہ انسان میں دن میں بھی کچھ نہ لکھ سکے، ہوا کی آمد بند ہو جائے اور گھٹن محسوس ہونے لگے، باہر نکلنے کی کوئی سبیل باقی نہ رہے وغیرہ، یہ ضرر فاحش ہے،:

والحاصل أن القياس في جنس هذه المسائل أن يفعل المالك ما بدا له مطلقا لأنه متصرف في خالص ملكه لكن ترك القياس في موضع يتعدى ضرره إلى غيره ضررا فاحشا وهو المراد بالبين وهو ما يكون سببا للهدم أو يخرج عن الانتفاع بالكلية وهو ما يمنع الحوائج الأصلية كسد الضوء بالكلية واختاروا الفتوى عليه،فأما التوسع إلى منع كل ضرر ما فيسد باب انتفاع الإنسان بملكه كما ذكرنا قريبا ا هـ ملخصا[76]

فقہاء نے حوائج اصلیہ اور حوائج زائدہ میں فرق کیا ہے، مثلاً جس طرح روشنی انسان کی حاجت اصلیہ ہے تو مکان میں دھوپ یا ہوا کی آمد اس کی حاجت زائدہ ہے، مکان میں ایک کھڑکی سے روشنی آرہی ہے تو دوسری کھڑکی کی حاجت حاجت زائدہ ہے وغیرہ، دوسروں کے ضرر کی رعایت حاجت اصلیہ کی حد تک کی جائے گی، حاجت زائدہ میں نہیں، علامہ محمود مازہؒ تحریر فرماتے ہیں:

والفرق: أن في مسألة البيتين الذي يريد البناء يمنع صاحبه

---

76 - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۵ ص ۴۴۹ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.
مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8 -

عن الضوء والضوء من الحوائج الأصلية، وفي مسألتنا يمنعه عن الشمس والريح وذلك من الحوائج الزائدة[77]۔

علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں:

فعلى هذا لو كان للمكان كوتان مثلا فسد الجار ضوء إحداهما بالكلية لا يمنع إذا كان يمكن الكتابة بضوء الأخرى والظاهر أن ضوء الباب لا يعتبر لأنه يحتاج لغلقه لبرد ونحوه كما حررته في تنقيح الحامدية[78]

اسی طرح ایسے اعمال جن کا رواج نہ ہویا خلاف عادت ہو مثلاً رہائشی علاقے میں کوئی شخص تجارتی تنور، یا آٹا چکی یا لانڈری وغیرہ کھول دے جن سے آس پاس کے لوگ مسلسل اذیت اور تنگی محسوس کریں، ان کو بھی فقہاء نے ضرر فاحش میں شمار کیا ہے، لیکن اگر یہی چیزیں رہائشی کے بجائے آبادی سے باہر یا صنعتی علاقے میں قائم کی جائیں، جہاں ہر طرف اسی طرح کی چیزیں چل رہی ہوں تو پھر ان کو ضرر فاحش کے زمرہ میں داخل نہیں کیا جائے گا اور ان پر قانونی پابندی بھی عائد نہیں کی جائے گی، گوکہ اس کے مضرات وہاں آس پاس کی آبادی تک فی الجملہ پہونچتے ہوں، شامی لکھتے ہیں:

---

[77] - الميحط البرهاني ج ٧ ص ٦٩٢ المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق :الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :

[78] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ٥ ص ٤٤٩ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.
مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8 -

وفيه أراد أن يبني في داره تنورا للخبز دائما أو رحى للطحن أو مدقة للقصارين يمنع عنه لتضرر جيرانه ضررا فاحشا وفيه لو اتخذ داره حماما ويتأذى الجيران من دخانها فلهم منعه إلا أن يكون دخان الحمام مثل دخان الجيران۔[79] وفي البحر وذكر الرازي في كتاب الاستحسان لو أراد أن يبني في داره تنورا للخبز الدائم كما يكون في الدكاكين أو رحى للطحن أو مدقات للقصارين لم يجز لأنه يضر بجيرانه ضررا فاحشا لا يمكن التحرز عنه فإنه يأتي منه الدخان الكثير والرحى والدق يوهن البناء بخلاف الحمام لأنه لا يضر إلا بالنداوة ويمكن التحرز عنه بأن يبني حائطا بينه وبين جاره وبخلاف التنورالمعتاد في البيوت ا هــ[80]

وإن أراد أن يعمل في داره تنوراً صغيراً على ما جرت به العادة جاز[81].

واضح رہے کہ عادت کے مفہوم میں جہاں عوامی رجحانات آتے ہیں وہیں حکومتی ہدایات وتعینات بھی شامل ہیں، یعنی اگر کوئی شخص حکومتی تعینات کی خلاف

---

[79] -- حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۵ ص ۲۳۷ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هــ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8)

[80] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۵ ص ۴۴۹ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هــ – 2000م.
مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8 -

[81] - الميحط البرهاني ج ۷ ص ۶۹۶ المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان الدين مازه المحقق :الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :

ورزی کرتے ہوئے ایسے علاقے میں دھواں خیز یا کثافت انگیز فیکٹری قائم کرے جہاں حکومت نے صنعتی کارخانہ کی اجازت نہیں دی ہے تو یہ بھی خلاف عادت میں داخل ہوگا اور اس کو تعدی قرار دیا جائے گا۔

ضرر پہونچنے کی صورت میں مروج اعمال وتصرفات پر فقہاء حنفیہ قانونی پابندی تو عائد نہیں کرتے، اور نہ ان سے پہونچنے والے نقصانات کو قابل ضمان قرار دیتے ہیں:

وَهُوَ نَظِيرُ مَا لَوْ أَوْقَدَ النَّارَ فِي أَرْضِهِ فَوَقَعَ الْحَرِيقُ بِسَبَبِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ ضَامِنًا لِكَوْنِهِ مُتَصَرِّفًا فِي خَالِصِ مِلْكِهِ ، وَكَذَلِكَ لَوْ نَزَّتْ أَرْضُ جَارِهِ مِنْ هَذَا الْمَاءِ[82]

قال رحمه الله (اتخذ بئرا في ملكه أو بالوعة فنز منها حائط جاره فطلب تحويله لا يجبر عليه وإن سقط الحائط منه لم يضمن) لأنه تصرف في خالص ملكه ولأن هذا تسبب وبه لا يجب الضمان إلا إذا كان متعديا كوضع الحجر على الطريق واتخاذ ذلك في ملكه ليس بتعد فلا يضمن[83]

لیکن ممکنہ اخلاقی قواعد وضوابط اور دفاعی بندشوں کا وہ انکار نہیں کرتے:

وكذلك لصاحب الحائط أن يفتح فيه بابا وإن تأذى جاره لما

---

[82] - المبسوط للسرخسي ج ٢٣ ص ٣٣٠ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ 2000م

[83] - البحر الرائق شرح كنز الدقائق ج ٨ ص ٥٥٣ زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ/ سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت -

ذكرنا ، والكف عمايؤذي الجار أحسن[84].

فَعَرَفْنَا أَنَّ الْمَالِكَ مُطْلَقُ التَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ خَالِصُ حَقِّهِ ، وَإِنْ كَفَّ عَمَّا يُؤْذِي جَارَهُ كَانَ أَحْسَنَ لَهُ--- وَالتَّحَرُّزُ عَنْ سُوءِ الْمُجَاوِرَةِ مُسْتَحَقٌّ دَيْنًا وَلَكِنَّهُ لَا يُجْبَرُ عَلَى ذَلِكَ فِي الْحُكْمِ[85]۔

دفاعی تدبیر کی ایک نظیر وہ واقعہ ہے جس کا ذکر متعدد کتب فقہ میں موجود ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ میرے پڑوسی نے اپنے گھر میں ایک برف خانہ قائم کیا ہے،(جس کی سیلن میری دیواروں تک آتی ہے) تو امام صاحب نے اس کو مشورہ دیا کہ تم اپنے احاطے میں ایک بھٹی ڈال لو اس کا برف خانہ خود ہی پگھل جائے گا،[86]

وَالْحِيلَةُ لِلْجَارِ أَنْ يَتَصَرَّفَ فِي مِلْكٍ عَلَى وَجْهٍ يَدْفَعُ بِهِ ضَرَرًا عَنْ نَفْسِهِ وَيَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَقْصُودِهِ عَلَى مَا حُكِيَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إلَى أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : إنَّ جَارِيَ اتَّخَذَ مُجَمِّدَةً بِجَنْبِ

---

[84] - الاختيار لتعليل المختار ج ٢ ص ٨٢ المؤلف : عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي دار النشر : دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان - 1426 هـ - 2005 م الطبعة : الثالثة تحقيق : عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء ٥۔

[85] - المبسوط للسرخسي ج ١٥ ص ٣٧ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ 2000م ۔

[86] ۔بعض کتابوں میں کنواں کا تذکرہ ہے، کہ پڑوس کے شخص نے کنواں کھودوالیا تھا، حضرتؒ نے مشورہ دیا کہ تم بھی اس کنویں کے قریب ایک حوض کھودوالو (**جامع الفصولين لابن قاضی سماوة محمود بن اسرائيل ج ٢ ص ١٩٤ طبع اول مطبعة الكبرىٰ الاميرية بولاق مصر ١٣٠٠ ھ ،البحرالرائق لابن نجيم ج ٧ ص ٣٣)**

حَائِطِي فَقَالَ اتَّخِذْ أَنْتَ أَتُونًا بِجَنْبِ الْحَائِطِ لِيُذِيبَ هُوَ مَا يَجْمَعُ مِنْ الْجَمْدِ[87]

اس سے یگگونہ احتیاطی تدابیر اور دفاعی قواعد کی گنجائش نکلتی ہے۔

مشترکہ مفادات کے خلاف کوئی ضرر قابل برداشت نہیں

البتہ مشترکہ حقوق و منافع اور مفاد عامہ کی چیزوں میں حنفیہ خالص ذاتی اشیاء کے بالمقابل زیادہ حساس ہیں، ان میں مطلق ضرر ہی ان کے نزدیک قابل ممانعت ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ ضرر فاحش ہے یا نہیں، کیونکہ ان چیزوں میں ہر ایک کی فی الجملہ شرکت پائی جاتی ہے اس لئے ہر تصرف کا ضرر سے پاک ہونا ضروری ہے:

☆اس کی ایک مثال کئی منزلہ عمارت ہے،اس میں نچلی منزل والوں کو اپنی دیواروں میں کوئی بھی تصرف صرف اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بالائی منزل کو کوئی گزند نہ پہونچے،خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا،اور اس کی توجیہ یہی کی گئی ہے کہ تحتانی منزل کی درودیواروں پر گو کہ ملکیت بالائی منزل والوں کی نہیں ہے لیکن ان کا حق ان سے ضرور وابستہ ہے ،اس لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بالائی منزل والوں کی مرضی کے بغیر تحتانی منزل والے کوئی تصرف نہیں کرسکتے۔

وقديجاب بأن المسألة المتقدمة ليست من فروع هذه القاعدة

---

87 - المبسوط للسرخسي ج ١٥ ص ٣٧ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ 2000م.

فإن ماهنافي تصرف الشخص في خالص ملكه الذي لاحق للجارفيه وما مرفي تصرفه فيمافيه حق للجارفإن السفل وإن كان ملكالصاحبه إلاأن لذي العلوحقافيه فلذاأطلق المنع فيه ولذالوهدم ذوالسفل سفله يؤمربإعادته بخلاف ماهناهذاماظهرلي فاغتنمه[88]۔

ثم قيل :أبو حنيفة بنى على أصله أنه ليس لصاحب العلو أن يبني على علوه إلا برضى صاحبه ،وعندهما يجوز.وقيل أجاب على عادة أهل الكوفة في اختيارهم السفل على العلو[89]۔

وعند ابى حنيفة الاصل الحظر لانه تصرف فى محل تعلق به حق محترم للغير،وقال شيخ الاسلام اذا اشكل تصرف صاحب العلو ،وهل يضر بالسفل اولا؟لايملكه بالاتفاق ،وقال الصدر الشهيد المختار اذااشكل لايملكه واذا لم يضر يملكه[90]۔

*اس کی دوسری مثال راستہ پر تصرف کرنا ہے مثلاً کوئی عام راستہ پر بیت الخلا بنالے، یا پرنالہ کھول دے جس کا پانی راستے پر گرتا ہو، یا راستہ پر دکان ڈالدے وغیرہ، فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر اس سے عام لوگوں کو نقصان نہ پہونچے تو حرج نہیں ورنہ اس پر پابندی عائد کی جائے گی اور اس کا توڑنا واجب قرار پائے گا، نہ مانے تو

---

88 - حاشية رد المختارعلى الدرالمختارشرح تنويرالأبصارفقه أبوحنيفة ج ۵ ص ۴۴۹ ابن عابدين.الناشردارالفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 142هــ–2000م.
مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8 ـكذا فى فتاوٰى قا ضى خان بهامش الهندية ج ۳ ص ۱۱۷ ۔

89 -. الاختيار لتعليل المختار ج ۲ ص ۸۲ المؤلف : عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي دار النشر : دار الكتب العلمية – بيروت / لبنان – 1426 هــ – 2005 م الطبعة : الثالثة تحقيق : عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء / 5 [ترقيم الشاملة موافق للمطبوع]

90 -فتح القدير ج ۷ ص ۳۲۱،۳۲۲ ۔

اس کے خلاف عدالت میں استغاثہ کیا جائے گا۔۔۔اسی طرح مخصوص راستے جو چند لوگوں میں مشترک ہوتے ہیں ان میں بھی تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہے،خواہ ضرر ہو یا نہ ہو:

من أحدث في طريق العامة كنيفا أو ميزابا أو جرصنا الجرصن قيل هو البرج وقيل جذع يخرجه الإنسان من الحائط ليبني عليه وقيل هو مجرى ماء يركب في الحائط وهو بضم الجيم وسكون الراء المهملة وضم الصاد المهملة أو دكانا وسعه ذلك إن لم يضر بهم أي بالعامة لأن الطريق معد للتطرق فله الانتفاع ما لم تتضرر العامة به---- وَفِي الطَّرِيقِ الْخَاصِّ لَا يَسَعُهُ بِلَا إذْنِ الشُّرَكَاءِ وَإِنْ لَمْ يَضُرَّ [91]۔

عام راستے میں حکومت بہت حد تک مجاز ہوتی ہے، لیکن فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر عام لوگوں کے لئے باعث ضرر ہو تو حکومت کو بھی اجازت نہیں دینی چاہئے ،ایسی صورت میں اگر حکومت کی اجازت سے بھی کوئی شخص بنائے گا تو بھی گنہ گار ہو گا[92]۔

البتہ مردہ راستہ جس پر بہت کم لوگ چلتے ہوں،اس میں لوگوں کے چلنے کے بقدر جگہ چھوڑ کر کچھ کیا جائے مثلاً غلہ سکھانے کے لئے کوئی استعمال کرے یا

---

[91] - مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ج ۴ص۳۶۰ عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة **1078**هـ تحقيق خرج آياته وأحاديثه خليل عمران المنصورالناشر دار الكتب العلمية سنة النشر **1419**هـ – **1998**م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء **4** -

[92] -حاشية ابن عابدين ج ٦ ص ٥٩٣ -

درخت لگادے وغیرہ اور لوگوں کو دقت نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے [93]۔

شافعیہ کے یہاں ضرر کا تصور

شافعیہ بھی اس باب میں حنفیہ کے ہم خیال ہیں، حضرت امام شافعیؒ نے حدیث پاک "لاضرر ولاضرار" کی جو تشریح کی ہے، اس سے ان کا نقطۂ نظر صاف معلوم ہوتا ہے، امام شافعی کی رائے میں یہ حدیث کلام مجمل کے درجہ میں ہے اور اس کی بنیاد پر انسان کی ملکیت خاصہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا، جو کہ واضح مسلمات میں سے ہے، امام شافعی کے نزدیک لاضرر کا مفہوم یہ ہے کہ کسی انسان کی ملکیت میں زیادتی نہیں کی جائے گی، اور اس کے مالی واجبات مقررہ حد سے زیادہ وصول نہیں کئے جائیں گے اور لاضرار کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اپنے مال کے منافع سے محروم نہیں کیا جائے گا، ہر شخص اپنے مالی تصرفات میں نفع ونقصان کا خود مالک ہے، نہ اس کو کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور نہ اس کے اعمال کی جوابدہی کسی دوسرے کے سر ہوگی [94]۔

اسی تصور کی بنیاد پر فقہ شافعی میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ:

وكذا لو حفر بئرا في ملكه فتندى جدار جاره فانهدم، أو غار ماء بئره أو حفر بالوعة فتغير ماء بئر الجار، فلا شئ عليه، لان الملاك لا يستغنون عن مثل هذا [95]۔

---

[93] -فتاویٰ قاضی خان ج ۳ ص ۱۱۸ ۔

[94] -کتاب الام ج ۳ ص ۲۲۲ ۔

[95] - روضة الطالبين وعمدة المفتين ج ۷ ص ۱۷۵ المؤلف : أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى : 676هـ) [اختصره النووي من كتاب الرافعي ت623هـ) المسمى (الشرح

اگر کسی شخص نے اپنے مملوکہ احاطے میں کنواں کھودوایا اور اس کے زیر اثر پڑوس کے مکان کی دیوار گر گئی، تو اس کا ضمان کنواں والے پر نہیں ہوگا، اس لئے کہ اصحاب ملکیت اس قسم کی ضرورتوں سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

البتہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان تصرفات میں کوئی تعدی اور زیادتی نہ پائی گئی ہو، جس کی ایک علامت یہ ہے کہ عادت یعنی معروف حدود سے تجاوز نہ کیا گیا ہو: علامہ نوویؒ رقمطراز ہیں:

لوحفر بئرا متعديا فتلف بها إنسان بعد موته يجب الضمان[96] ولو قصر فخالف العادة في سعة البئر ضمن فإنه إهلاك وليكن كذلك إذا قرب الحفر من الجدار على خلاف العادة[97]

قلیوبیؒ لکھتے ہیں:

الكبير) الذي شرح به كتاب (الوجيز) للغزالي(المتوفى : 505 هـ)]المحقق : عادل أحمد عبد الموجود – على محمد معوض الناشر : دار الكتب العلمية الطبعة : غير متوفر عدد الأجزاء : 8 -- **كذا في** مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج ج ١٠ ص١٤ المؤلف : محمد بن أحمد الخطيب الشربيني (المتوفى : 977هـ)

[هو شرح متن منهاج الطالبين للنووي (المتوفى 676 هـ)]-**وكذا في** الحاوي في فقه الشافعي ج ١٢ ص ١٢٦ المؤلف : أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (المتوفى : 450هـ)الناشر : دار الكتب العلمية الطبعة : الأولى 1414هـ – 1994 عدد الأجزاء : 18 من غير المقدمة والفهارس -

[96] - روضة الطالبين وعمدة المفتين ج ١١ ص ٦٩ النووي الناشر المكتب الإسلامي سنة النشر 1405 مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 12 -

[97] - روضة الطالبين وعمدة المفتين ج ٩ ص ٣١٩ النووي الناشر المكتب الإسلامي سنة النشر 1405 مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 12 -

وَيَتَصَرَّفُ كُلٌّ وَاحِدٍ) مِنْ الْمُلَّاكِ (فِي مِلْكِهِ عَلَى الْعَادَةِ) وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ إنْ أَفْضَى إلَى تَلَفٍ (فَإِنْ تَعَدَّى) الْعَادَةَ (ضَمِنَ) مَا تَعَدَّى فِيهِ (وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ) (يَتَّخِذَ دَارِهِ الْمَحْفُوفَةَ بِمَسَاكِنَ حَمَّامًا وَإِصْطَبْلًا) وَطَاحُونَةً (وَحَانُوتُهُ فِي الْبَزَّازِينَ حَانُوتُ حَدَّادٍ) أَوْ قَصَّارٍ (إذَا احْتَاطَ وَأَحْكَمَ الْجُدْرَانَ) بِمَا يَلِيقُ بِمَقْصُودِهِ ، وَالثَّانِي يَمْتَنِعُ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنْ الضَّرَرِ وَعُورِضَ بِأَنَّ فِي مَنْعِهِ إضْرَارًا بِهِ[98]۔

اسی لئے شوافع کسی کی دیوار پر بلااجازت لکڑی رکھنے کی اجازت نہیں دیتے،جب کہ حدیث میں اجازت دینے کی تلقین کی گئی ہے شوافع اس کو استحباب پر محمول کرتے ہیں[99]۔

اس طرح حنفیہ کے یہاں جو بات ضرر بین یاضرر فاحش کے الفاظ میں کہی گئی تھی وہ فقہ شافعی میں تعدی کے لفظ سے ادا کی گئی ہے،اسی طرح المعتاد یامثلہم وغیرہ کی تعبیرات حنفیہ کے یہاں بھی ہیں اور شافعیہ کے یہاں بھی،حنفیہ بھی خلاف معتاد کام کرنے کو ضرر فاحش شمار کرتے ہیں،جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے ،حنفیہ کے یہاں بھی جس طرح اصل مذہب اور مفتی بہ رائے میں فرق ہے،اسی

---

98 - حاشيتا قليوبي وعميرة ج ۹ ص ۴۲۷ المؤلف : شهاب الدين القليوبي (المتوفى : **1069** هـ) وأحمد البرلسي عميرة (المتوفى : **957**هـ) [هي حاشية على كتاب المنهاج للنووي (المتوفى : ت **676**هـ)]

99 -نہایۃ المحتاج ج ۷ ص ۴۰۴۔

طرح امام شافعیؒ کے یہاں بھی قول قدیم اور قول جدید میں فرق ہے[100]،اس طرح فکری اعتبار سے دونوں مکاتب فقہ اس باب میں پوری طرح متفق ہیں۔

البتہ اس باب میں مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں بظاہر زیادہ توسع بتایا جاتا ہے، کہ وہ حدیث(لاضرر) کو پورے عموم میں لیتے ہیں،اور اس ضمن میں جس قدر روایات وآثار منقول ہیں ان کو قانونی درجہ دیتے ہیں،حنفیہ اور شافعیہ بھی ان روایات وآثار کے منکر نہیں ہیں،اور نہ ان کی قانونی حیثیت کا انکار کرتے ہیں،البتہ تعبیر وتشریح اور مواقع استعمال کا فرق کرتے ہیں،لیکن میرے تجزیہ کے مطابق چند جزئیات کو چھوڑ کر نتیجہ اور مآل کے اعتبار سے مالکیہ اور حنابلہ کے تصورات میں بھی کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

مالکیہ کے یہاں تصور ضرر

مالکیہ کے نزدیک اگر کسی کے عمل سے دوسرے کو ضرر پہونچتا ہے تو گوکہ وہ اپنی خاص ملکیت میں عمل کررہاہو لیکن اس پر قانونی پابندی عائد کی جائے گی،مثلاً کسی کی زمین میں کنواں پہلے سے ہے،اور اس کے پڑوسی نے اس کے قریب اپنی زمین میں کنواں کھودوالیا جس سے اس کے کنویں کا پانی خشک یا کم ہوگیا تو یہ ضرر ہے اور اس کے پڑوسی کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی،اور اس کو اپنا کنواں بند کرنا پڑے گا،حضرت امام مالکؒ اس قسم کے نقصانات کو قابل ضمان بھی مانتے ہیں،المدونۃ الکبریٰ میں ہے:

---

[100] نہایۃ المحتاج الیٰ شرح المنہاج ج ۷ ص ۴۰۷۔

أرأيت لو أن رجلا حفر بئرا بعيدة عن؛ بئر جار له، وكان أحياها قبل ذلك فانقطع ماء البئر الأولى وعلم أنه إنما انقطع من حفر هذه البئر الثانية، أيقضى له على هذا بردم البئر الثانية أم لا في قول مالك؟ قال: قال مالك: للرجل أن يمنع ما يضر ببئره، فإذا كان له أن يمنع فله أن يقوم على هذا فيردم بئره التي حفرها. قلت: أرأيت من حفر بئرا في غير ملكه في طريق المسلمين، أو حفرها في أرض رجل بغير أمر رب الأرض، أو حفرها إلى جنب بئر ماشية وهي تضر ببئر الماشية بغير أمر رب البئر فعطب رجل في تلك البئر، أيضمن ما عطب فيها هذا الذي حفرها من دابة أو إنسان؟ قال: قال مالك: من حفر بئرا حيث لا يجوز له فهو ضامن لما عطب فيها. قلت أرأيت الآبار التي تكون في الدور، أيكون لي أن أمنع جاري من أن يحفر في داره بئرا يضر ببئري التي في داري أم لا؟ قال: سمعت مالكا يقول في الرجل يكون له في داره بئرا إلى جنب جداره، فحفر جاره في داره بئرا إلى جنب جداره من خلفها. قال: إن كان ذلك يضر ببئر جاره منع من ذلك.[101]۔

مالکیہ نے انسانی تصرفات کو جلب مصلحت اور دفع مضرت کے ضابطہ کے ساتھ مربوط کیا ہے ،اور جو ان مقاصد سے متعارض ہو ان کو کالعدم قرار دیا ہے

[101] - المدونة الكبرى ج ۴ ص ۴۷۴ المؤلف : مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى : 179هـ) المحقق : زكريا عميرات الناشر : دار الكتب العلمية بيروت ـــ لبنان مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية المدونة مع مقدمات ابن رشد ج ۴ ص ۳۷۷۔

،علامہ شاطبیؒ نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی ممکنہ آٹھ قسمیں بیان کی ہیں، جن میں کچھ جائز اور کچھ ناجائز ہیں ، شاطبیؒ نے کافی تفصیل سے تقریباً سولہ (١٦)صفحات میں ان اقسام کو بیان کیا ہے ،میرا مقالہ اس تفصیل کا متحمل نہیں ہے ،البتہ اس پوری بحث پر غور کرنے سے ان تقسیمات کی روح اور ان پر احکام شرعیہ کی بنیاد چند محوروں میں گردش کرتی نظر آتی ہے:

"☆ ضرر پہونچانے کا قصد ہے یا نہیں ،☆تصرف پر پابندی لگانے سے خود صاحب تصرف کو تو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا؟☆ دفع مضرت جلب منفعت سے مقدم ہے،☆غلبۂ ضرر ضروری نہیں ہے تو کثرت ضرر ہے یا نہیں ؟--

ان تمام مباحث سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں ان میں جزئیات کے اعتبار سے فرق ضرور ہے لیکن بنیادی فکر کے لحاظ سے کوئی زیادہ تفاوت محسوس نہیں ہوتا ، کیونکہ شاطبی بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ :☆ضرر عام کو روکنے میں خود صاحب عمل کے ضرر کا دھیان رکھنا بھی ضروری ہے ،☆ شاطبی نے قصد ضرر کو موضوع بحث بنایا ہے ☆ تعدی کا مسئلہ اٹھایا ہے ☆ضرر محتمل ہے یا یقینی ؟ اس کو مسئلہ کا مدار بنایا ہے،☆ ضرر بکثرت پیش آتا ہے یا کم؟☆تصرف کو روکنے میں ضرر زیادہ ہے یا نافذ کرنے میں ؟ ☆اور خود صاحب ملکیت کے مفادات کس حد تک محفوظ ہیں؟وغیرہ[102]۔

یہ ساری بحثیں یہ سمجھنے کے لئے کافی ہیں، کہ مسئلہ میں اتنا عموم نہیں ہے

---

[102] -الموافقات للشاطبیؒ ج ٢ ص ٣٤٨تا٣٦٤ ۔

جتنا بادی النظر میں سمجھا جاتا ہے، مسائل وجزئیات کی تطبیق میں حالات اور افراد کی بناپر فرق ضرور موجود ہے، لیکن بنیادی تصورات میں بہت زیادہ اختلاف نہیں ہے، مالکیہ کے یہاں ضرر کا دائرہ نسبتاً زیادہ وسیع ہے، لیکن ملکیت کا احترام بھی موجود ہے، درج ذیل جزئیات ونظائر سے میرے اس خیال کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

☆الشرح الصغیر میں معین الحکام کے حوالے سے لکھا ہے کہ مذہب مالکی میں ہر قسم کے ضرر کی نفی کی گئی ہے، مگر اس سے جس ضرر کا استثنا کیا گیا ہے وہ دیکھئے:

الاماکان من رفع بناء یمنع ہبوب الریح وضوء الشمس وماکان فی معناہماالا ان یثبت القائم فی ذلک ان محدث ذلک اراد الضرر [103]

لیکن اگر کوئی شخص بلند عمارت بنانا چاہتا ہے جو پڑوس کی دھوپ یاہوا کو روک دے گی یااور اسی قسم کی کوئی رکاوٹ ہو توان کی بنیاد پر عمارت بنانے سے روکا نہیں جائے گا، الا یہ کہ یہ بات متحقق ہوجائے کہ اس کا مقصد تعمیر سے تکلیف پہونچانا ہے۔

ابن ماجشون وغیرہ کا خیال یہ بھی ہے کہ اگر اس عمارت سے کسی کی کھلیان بے مصرف ہو جاتی ہو تب بھی تعمیر پر روک نہیں لگائی جائے گی [104]،

---

[103] -الشرح الصغیر ج ۲ ص ۱۷۷۔

[104] -تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۵۵، ۲۵۶ ۔

☆من احدث اندراًالیٰ جنب جنان رجل وہو یضر بہ فی تذریۃ التبن فانہ یمنع من ذلک[105]۔

اگر کوئی شخص کسی کے باغیچہ کے بازو میں کھلیان بنائے اور بھوسی اڑانے میں اس کو نقصان پہونچے تو اس پر پابندی لگائی جائے گی۔

ظاہر ہے کہ یہ ضرر فاحش ہے،

☆کذلک فانہ لیس للانسان ان یضرب وتداً فی جدار جارہ ولاان یضم الیہ مایضر بہ ---[106]

اسی طرح کسی انسان کو یہ اجازت نہیں ہے کہ اپنے پڑوس کی دیوار میں کیل گاڑلے، یاایسی کوئی چیز دیوار کے ساتھ ملادے جو دیوار کے لئے نقصان دہ ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو پڑوسی کو لکڑی رکھنے سے روکنے پر جو ممانعت آئی ہے وہ مالکیہ کے یہاں بھی وجوبی نہیں ہے، بلکہ استحبابی ہے، اور اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس سے دیوار کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔

☆وللرجل ان ینصب فی دارہ ماشاء من الصناعات ...مالم یضر بحیطان جارہ [107]۔

آدمی اپنے مکان میں جس طرح کی صنعت چاہے قائم کرسکتا ہے بشرطیکہ کہ پڑوس کی دیواریں اس سے متاثر نہ ہوں۔

---

[105] -التاج والاکلیل ج ۵ ص ۱۶۴ -

[106] -تبصرۃ الحکام ج ۲ ص ۲۶۴ -

[107] - تبصرۃ الحکام لابن فرحون المالکی ج ۲ ص ۶۱ -

☆قال الباجی : اما الرحا ان ثبت انہا تضر بجدران الجنان منع منہا [108]۔

پن چکی قائم کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ پڑوس میں باغیچے کی دیواروں پر منفی اثرات نہ پڑیں۔

کسی کی خالی پڑی ہوئی زمین پر لوگ کچرا ڈال جاتے ہوں، جس سے آس پاس میں سخت بدبو پھیلتی ہو اور کچرا ڈالنے والوں کا تعین نہ ہو تو زمین کا مالک اس کی صفائی کا جوابدہ ہے، گو کہ وہ خود کوئی کچرا نہ ڈالتا ہو [109]۔

مالکیہ کے یہاں ضرر قدیم اور جدید کی تقسیم بھی ملتی ہے، ایک رائے یہ ہے کہ دونوں کے حکم میں فرق ہے [110]، جبکہ دوسری زیادہ معروف رائے یہ ہے کہ قدامت اور جدت سے ضرر کی معنویت پر فرق نہیں پڑتا، ضرر ہر حال میں قابل انسداد ہوتا ہے [111]۔

اسی طرح ان کے یہاں ضرر کبیر اور صغیر نیز مسلسل اور وقتی کا بھی فرق ملتا ہے، پن چکی، دھوبی پاٹ، بیت الخلاء اور لوہار وغیرہ کی بحث کی ضمن میں فقہاء مالکیہ نے جو گفتگو کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تکلیف دہ ہونے کی صورت ہی میں ان پر پابندی عائد کی جائے گی، یا دھوبی کی ضرب سے دیواریں متاثر ہوں،

---

[108] -التاج والاکلیل ج ۵ ص ۱۶۵۔

[109] - تبصرۃ الحکام ج ۲ ص ۲۶۳۔

[110] -الشرح الصغیر مع حاشیۃ الصاوی ج ۲ ص ۱۷۶۔

[111] - تبصرۃ الحکام لابن فرحون المالکی ج ۲ ص ۲۵۵،العقد المظم للحکام لابن سلمون بہامش التبصرۃ ج ۲ ص ۸۷ ۔

مسلسل انسانی سماعتوں کو کریہ آوازوں کا سامنا کرنا پڑے تب اس پر روک لگے گی ،بعض فقہاء نے رات اور دن کا بھی فرق کیا ہے کہ کسی کا یہ ذریعۂ معاش ہے تو دن میں پابندی نہ ہوگی بلکہ صرف رات میں ہوگی:

واماکان صوتا کبیراً مستداماً کالکمادین ---والرحا ذات الصوت الشدید فانہ ضرر یمنع منہ کالرائحۃ------ والراجح فی المذہب انہ لایمنع من ذلک الاان یضر الصوت بالجدار------ان الصوت لایخرق الاسماع ولایضر الاحشاء فان اضر ذلک بالجدران منع [112]۔

بدبو کے بارے میں ابن فرحون لکھتے ہیں:

ان الرائحۃ المنتنۃ تخرق الخیاشیم وتصل الی الامعاء وتوذی الانسان----وکل رائحۃ توذی یمنع--وبہ العمل فی المذہب [113]

روٹی کے تنور ،یاحمام ،سونا ،چاندی اور لوہا کی بھٹیوں سے نکلنے والے دھویں کی ممانعت کی توجیہ کرتے ہوئے ابن فرحون رقمطراز ہیں:

وذلک ان وجہ الضرر ھوالدخان الذی یحصل من القرن والحمام فیدخل علی الجیران ویضرھم وھو من الضرر الکبیر المستدام [114]

یعنی اصل وجہ ضرر وہ دھواں ہے جو حمام یا پائپ سے نکلتا ہے اور آس

---

[112] - التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل للمواق ج ۵ ص ۱۶۰۔ تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۱۔

[113] - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۱۔

[114] - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۵۱۔

پاس میں پھیل کر لوگوں کو نقصان پہونچاتا ہے،اور یہ معمولی نہیں بلکہ مسلسل رہنے والا بڑا نقصان ہے۔

ان تفصیلات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فقہاء مالکیہ کے یہاں بھی مطلق ضرر قابل مؤاخذہ نہیں ہے بلکہ ضرر جب قبیح صورت اختیار کرلے، یا یہ کہ مسلسل رہنے لگے تب وہ قابل بندش قرار پاتا ہے ،اس لحاظ سے حنفیہ اور مالکیہ میں چند جزئیات کو چھوڑ کر نتیجہ کے لحاظ سے کوئی خاص فرق نہیں رہ جاتا۔

حنابلہ کا نقطۂ نظر

البتہ حنابلہ کے یہاں لاضرر وضرار کا مفہوم نسبتاً زیادہ وسیع ہے،وہ ملکیت میں تصرف کے دائرے کو تنگ کرتے ہیں،وہ اس حدیث پاک کی بنیاد پر ایک بے ضرر معاشرہ کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں،ان کے نزدیک اصحاب ملکیت کا اپنا سامان استعمال کرنے سے محروم رہ جانا ایسا ضرر نہیں ہے جو قابل تحمل نہ ہو،بقول علامہ ابن رجب حنبلیؒ انسان کی اپنی ملکیت میں غیر معتاد تصرف تو دیگر فقہاء کے یہاں بھی غلط اور قابل ضمان ہے،مثلاً گرمی اور لو کے دنوں میں جب گرم ہوائیں چل رہی ہوں اگر کوئی شخص کسی کی کھلیان کے قریب اپنی زمین میں آگ جلائے اور اس کی چنگاری کھلیان کو خاکستر کردے ،تو یہ ایک غیر معتاد عمل ہے ، لیکن اگر انسان اپنے تصرف میں معروف حدود سے متجاوز نہ ہو پھر بھی کسی کو تکلیف پہونچے تو دیگر فقہاء کے یہاں یہ تصرف درست ہے اور اس پر روک نہیں لگائی جائے گی ،لیکن حضرت امام احمدؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی ضرر سے بچنا ضروری ہے

،اور صاحب ملکیت کو اس کے عمل سے روکا جائے گا[115]۔

قاضی ابو یعلیٰؒ لکھتے ہیں:

ولایحفر بئر الیٰ جنب بئرہ او کنیفاً الیٰ جنب حائطہ و ان کان فی حدہ ،قیل لہ ،فیقدر ان یمنعہ ؟ قال نعم [116]۔

کسی کے کنواں کے بازو میں کوئی دوسرا کنواں نہیں کھودا جائے گا،اور نہ کسی کی دیوار کے بغل میں بیت الخلا بنایا جائے گا گو کہ اپنی حد میں ہو،حضرت امام احمدؒ سے پوچھا گیا،کیا اس کو روکا جاسکتا ہے؟آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔

علامہ ابن قدامہؒ رقمطراز ہیں:

ولیس للرجل التصرف فی ملکہ تصرفاً یضر بجارہ ،نحو ان یبنی فیہ حماماً بین الدور[117]۔

کسی انسان کو اپنی ملک میں ایسے تصرف کی اجازت نہیں ہے جو اس کے پڑوسی کے لئے نقصان دہ ہو،مثلاً مکانات کے درمیان حمام بنوانا وغیرہ۔

اس طرح کی جزئیات بکثرت فقہ حنبلی میں موجود ہیں،لیکن اگر اس کے ساتھ ہم محققین حنابلہ کی تحقیقات کو بھی شامل کرلیں،تو ہمیں محسوس ہوگا کہ یہ مسئلہ کا صرف ایک رخ ہے،مسئلہ کا دوسرا رخ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ نے لکھا ہے اور ان کے حوالے سے دیگر فقہاء حنابلہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے،یہ ہے کہ

---

115 -جامع العلوم والحکم ص ۳۰۱ ۔

116 -الاحکام السلطانیہ للقاضی ابی یعلیٰ محمد بن الحسین الفرا ء الحنبلی بتحقیق المرحوم محمد الحامد الفقی ،ط ،دارالکتب العلمیۃ بیروت ،ص ۲۲۱ ۔

117 -المغنی لابن قدامۃ مع الشرح الکبیر ج ۵ ص ۵۱،۵۲ ۔

دراصل ضرر کی بنیاد قصد وارادہ پر ہے یا ایسے عمل پر جس کا ضرر بالکل واضح ہو،یعنی اگر انسان کسی کو نقصان پہونچانے کے ارادے سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت کے لئے اپنی ملکیت میں کوئی تصرف کرتا ہے جو دوسروں کے لئے ضرر رساں ہو تو یہ ضرر قابل لحاظ نہیں ہے،اس لحاظ سے حنفیہ کے ساتھ ان کی بہت زیادہ دوری باقی نہیں رہ جاتی،علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں:

والمضارة مَبناها على القصد والإرادة أو على فعل ضرر عليه فمتى قصد الإضرار ولو بالمناخ أو فعل الاضرار من غير استحقاق فهو مُضار وأما إذا فعل الضرر المستحق للحاجة إليه والانتفاع به لا لقصد الأضرار فليس بمُضار[118].

علامہ مقدسیؒ نے بھی الفروع میں اس کو ابن تیمیہؒ کے حوالے سے بطور استشہاد نقل کیا[119]،اور اسی بنیاد پر علامہ بہوتیؒ نے لکھا ہے کہ پڑوس کی دیوار پر بلااجازت لکڑی رکھنا منع ہے جبکہ حدیث پاک میں اس کی صراحتاً اجازت آئی ہے ،انہوں نے اس کو عدم ضرر اور ضرورت شدیدہ کے ساتھ مشروط کیا ہے:

---

[118] - الاختيارات الفقهية (مطبوع ضمن الفتاوى الكبرى المجلد الرابع) ج ۱ ص ۴۷۹ المؤلف : تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني (المتوفى : 728هـ)
المحقق : علي بن محمد بن عباس البعلى الدمشقي الناشر : دار المعرفة، بيروت، لبنان الطبعة : 1397هـ/1978م مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية

[119] - كتاب الفروع و معه تصحيح الفروع لعلاء الدين علي بن سليمان المرداوي ج ۶ص۴۵۱
المؤلف : محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، أبو عبد الله، شمس الدين المقدسي الراميني ثم الصالحي (المتوفى : 763هـ) المحقق : عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الأولى 1424 هـ - 2003 مـ

وحرم أن يتصرف في جدار جار أو مشترك بفتح طاق أو ضرب وتد ونحوه بلا إذنه وليس له وضع خشبه على حائط جاره) أو حائط مشترك (إلا عند الضرورة) فيجوز (إذا لم يمكنه التسقيف إلا به) ولا ضرر لحديث أبي هريرة يرفعه «لا يمنعن جار جاره أن يضع خشبه على جداره»[120].

فقہی آراء کے اس تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزئیات اور بعض تطبیقات میں اختلاف کے باوجود تقریباً تمام ہی فقہاء اس کلیہ سے اتفاق رکھتے ہیں کہ شخصی تصرفات میں ہر قسم کے ضرر سے بچنا ممکن نہیں اور نہ شریعت میں یہ مطلوب ہے ،بلکہ ممکن حد تک ایسے عمل سے گریز کا حکم ہے جس سے دوسروں کو قابل لحاظ ضرر پہونچے، جس کو حنفیہ نے ضرر فاحش ،ضرر غیر عادی ،شافعیہ نے ضرر غیر معتاد ،مالکیہ نے ضرر بلا تعدی یا ضرر یقینی اور حنابلہ نے ضرر بلا قصد اور ضرر واضح کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

آلودگی کی مختلف شکلیں

ان اصولی مباحث کی روشنی میں زندگی کے بے شمار مسائل کی طرح آلودگی کے مسئلے کو بھی حل کیا جاسکتا ہے،اس ضمن میں جو سوالات اٹھائے گئے ہیں وہ دراصل آلودگی کے مسئلہ کی مختلف شکلیں ہیں جو جگہ بجگہ رونما ہورہی ہیں۔

---

[120] - الروض المربع شرح زاد المستنقع في اختصار المقنع ج ١ ص ٢٥٠ المؤلف : منصور بن يونس بن إدريس البهوتي (المتوفى : 1051هـ)المحقق : سعيد محمد اللحام
الناشر : دار الفكر للطباعة والنشر – بيروت – لبنان.

دھواں چھوڑنے والی اشیاء

(ا) عام طور پر پکوان میں ایندھن کے طور پر لکڑی، کوئلہ، گوبر، گیس اور بجلی کا استعمال ہوتا ہے، ان میں بعض چیزیں دھواں چھوڑنے والی ہیں، جن سے ماحول آلودہ ہوتا ہے اور بعض دھواں پیدا نہیں کرتیں، لیکن وہ نسبتاً مہنگی ہوسکتی ہیں، توجو شخص ایسے وسائل استعمال کرنے پر قادر ہو کیا اس کے لئے ارزاں ہونے کی وجہ سے آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کا استعمال درست ہوگا؟ جب کہ اس سے اجتماعی ضرر پیدا ہوتا ہے۔

اگر وہ رپورٹیں جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے، قابل اعتماد اور معتبر تحقیقی ذرائع سے آئی ہیں، اور ان کے مطابق کم از کم ظن غالب کی حد تک یہ باور کیا جاسکتا ہو کہ فضائی آلودگی میں دھواں پھینکنے والے ایندھن کا بڑا کردار ہے تو ایسی صورت میں ممکن حد تک ایسے ایندھن کے استعمال میں احتیاط کرنا ضروری ہے، اور اگر کم دھواں پھینکنے والے ایندھن یا دیگر متبادل وسائل بسہولت میسر ہوں، تو ترجیحی طور پر انہی کو اختیار کرنا چاہئے، معروف فقہی ضابطہ ہے:

دَرْءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَى مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ[121]

---

121 - الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُج ۱ ص ۹۰ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ المؤلف : الشَّيْخ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ بْنِ إِبْرَاهِيْمِ بْنِ نُجَيْمٍ (926–970هـ) المحقق : الناشر : دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان الطبعة :1400هـ=1980م عدد الأجزاء : 1 البحر المحيط في أصول الفقهج۴ ص ۱۹۹ المؤلف : بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (المتوفى : 794هـ) المحقق : محمد محمد تامر الناشر : دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان الطبعة : الطبعة الأولى، 1421هـ / 2000م ، الإبهاج – السبكي]ج ۳ ص ٦٥ الكتاب : الإبهاج في شرح المنهاج على منهاج الوصول إلى علم الأصول للبيضاوي

مضرت کو دور کرنا منافع کے حصول سے مقدم ہے،

شریعت میں معروفات کے حصول سے زیادہ منہیات سے گریز پر زور دیا گیا ہے، جیسا کہ ایک حدیث پاک میں منہیات سے ہر حال میں بچنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ معروفات پر حسب امکان عمل کرنے کو کہا گیا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں:

فإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبوه وإذا أمرتكم بأمر فأتوا منه ما استطعتم [122]-

ترجمہ: جس کام سے میں روکوں اس سے رک جاؤ اور جس کام کا حکم دوں اس پر حتی الامکان عمل کرو۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الآخَرِ إِلاَّ اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا[123] .

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو جب دوامر میں اختیار ملتا تھا تو آپ آسان ترین کو اختیار فرماتے تھے، بشرطیکہ گناہ نہ ہو۔

المؤلف : علي بن عبد الكافي السبكي الناشر : دار الكتب العلمية – بيروت الطبعة الأولى ، 1404 تحقيق : جماعة من العلماء عدد الأجزاء : 3)-

[122] - صحيح البخاري ج ٦ ص٢٦٥٨ حدیث نمبر:٦٨٥٨۔

[123] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٧ ص ٨٠ حديث نمبر : ٦١٩٣ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ــ بيروت

علامہ ابن عبد البر القرطبیؒ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آسانی کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں بلکہ امت سے ہے:

فلعلها ذهبت إلى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يختر القصر في أسفاره إلا توسعة على أمته وأخذا بأيسر أمر الله[124]

اس کا مطلب ہے کہ اجتماعی مفادات کی رعایت ذاتی مفادات کے مقابلے میں زیادہ لائق ترجیح ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے کہ اگر دو مساوی چیزوں کا مسئلہ ہو تو جس پہ چاہے عمل کر سکتا ہے، لیکن اگر تفاوت ہو تو جو اہون ہے اسے اختیار کیا جائے گا، اور حرام چیزوں کے ارتکاب سے ہر حال میں پرہیز کیا جائے گا:

الْأَصْلُ فِي جِنْسِ هَذِهِ الْمَسَائِلِ أَنَّ مَنْ اُبْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ ، وَهُمَا مُتَسَاوِيَتَانِ يَأْخُذُ بِأَيَّتِهِمَا شَاءَ ، وَإِنْ اخْتَلَفَا يَخْتَارُ أَهْوَنَهُمَا ؛ لِأَنَّ مُبَاشَرَةَ الْحَرَامِ لَا تَجُوزُ إلَّا لِلضَّرُورَةِ[125].

مگر یہ حکم اس وقت ہے جب انسان صاحب استطاعت ہو، استطاعت نہ ہونے کی صورت میں مہنگے ایندھن کے استعمال کا پابند کرنا تکلیف مالایطاق ہے اور اس کو ضرر میں مبتلا کرنا ہے۔

---

[124] - التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد ج ١١ ص ١٧٢ المؤلف : أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى : 463هـ)
المحقق : مصطفى بن أحمد العلوى و محمد عبد الكبير البكرى ،الناشر : مؤسسة القرطبه ،

[125] -الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُج ١ ص ٩٠ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ المؤلف : الشَّيْخ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ بْنِ إِبْرَاهِيْمِ بْنِ نُجَيْمٍ (926–970هـ) المحقق : الناشر : دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان الطبعة :1400هـ=1980م.

گاڑیوں کا استعمال

(۲) ایک اہم ترین سوال گاڑیوں سے متعلق ہے، گاڑیاں ڈیزل سے بھی چلتی ہیں اور پٹرول، گیس اور بیٹری سے بھی، بلکہ شمسی توانائی کو بھی قابل استعمال بنانے کی کوشش کی جارہی ہے، ماہرین کے مطابق ڈیزل گاڑیوں سے پٹرول، گیس وغیرہ کے مقابلے میں آلودگی کا زیادہ اندیشہ ہے اسی لئے بعض مقامات پر انتظامیہ کی طرف سے ایسے قواعد بھی بنائے جاتے ہیں جن کے مطابق ڈیزل گاڑیاں استعمال نہ کی جائیں یا کم سے کم کی جائیں، ان قوانین پر عمل کرنے کی حیثیت کیا ہوگی اور خود اپنے طور پر بھی ترجیحی نقطۂ عمل کیا ہونا چاہئے؟

گاڑیاں آج کے دور میں انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے، ان سے سفری تقاضے ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا معاش بھی وابستہ ہے کہ اس کے بغیر بڑے شہروں میں انسان نہ ڈیوٹی دے سکتا ہے اور نہ کہیں آمد ورفت کر سکتا ہے، کتنے لوگ ٹرانسپورٹ کے شعبہ ہی سے جڑے ہوئے ہیں وغیرہ۔۔اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں میں ہر شخص کم سے کم گرانباری کا خواہشمند ہوتا ہے، بلکہ ہر شخص مہنگے وسائل کا متحمل بھی نہیں ہوسکتا، اس طرح کے مواقع پر فقہاء کے ان قواعد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، جن میں مشقت کو باعث تخفیف قرار دیا گیا ہے:

الضرر يزال------ المشقة تجلب التيسير-----إذا ضاق الأمر اتسع.وقد عزا الخطابي هذه العبارة إلى الشافعي –رضي الله عنه– عند كلامه على الذباب يقع في الماء القليل ، ويقرب منها

"الضرورات تبيح المحظورات [126]۔

اسی کے ساتھ ان قواعد کو بھی شامل کیا جائے کہ:

مَا أُبِيحَ لِلضَّرُورَةِ يُقَدَّرُ بِقَدْرِهَا------- يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ ؛ لِأَجْلِ دَفْعِ ضَرَرِ الْعَامِّ [127]

جس حکم کی بنیاد ضرورت پر ہو وہ بقدر ضرورت ہی ہوتی ہے،۔۔۔۔نیز ضرر عام سے بچنے کے لئے ضرر خاص قابل تحمل ہوتا ہے۔

اسی ضمن میں فقہاء نے کپڑے کی دکانوں کے علاقے میں کھانا پکانے کا ہوٹل بنانے سے منع کیا ہے کہ مبادا کوئی چنگاری کپڑوں کو نقصان نہ پہونچادے

---

[126] - الأشباه والنظائر ــ للإمام تاج الدين السبكى ج ١ ص ٥٨ المؤلف : الإمام العلامة / تاج الدين عبد الوهاب بن علي ابن عبد الكافي السبكي الناشر : دار الكتب العلمية
الطبعة الأولى 1411 هــ – 1991م عدد الأجزاء / 2 –كذا فى التقرير والتحبير ج ٥ ص ٣٨٦ تأليف: محمد بن محمد ابن أمير الحاج الحنبلي دراسة وتحقيق: عبد الله محمود محمد عمر الناشر: دار الكتب العلمية –بيروت الطبعة الاولى 1419هــ/1999م -و الأشباه و النظائر في قواعد و فروع فقه الشافعية ج ١ ص ٨٣المؤلف : عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى : 911هــ) الناشر : دار الكتب العلمية بيروت – لبنان -و أنوار البروق في أنواع الفروق ج ٧ ص ٣٨٣ المؤلف : أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس المالكي الشهير بالقرافي (المتوفى : 684هــ)–و الموافقات ج ٥ ص ٩٩ المؤلف : إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي الشهير بالشاطبي (المتوفى : 790هــ) المحقق : أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان الناشر : دار ابن عفان الطبعة : الطبعة الأولى 1417هــ/ 1997م عدد الأجزاء : 7 ، غمز عيون البصائر في شرح الأشباه والنظائر ج ٢ ص ٨٨ المؤلف : أحمد بن محمد الحنفي الحموي (المتوفى : 1098هــ) -

[127] - الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُج ١ ص ٨٧ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ المؤلف : الشَّيْخ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ بْنِ إِبْرَاهِيْمِ بْنِ نُجَيْمٍ (926–970هــ) المحقق : الناشر : دار الكتب العلمية،بيروت،لبنان الطبعة : 1400هــ=1980م-

[128]، جبکہ ہوٹل انسان کی ضروریات میں شامل ہے، لیکن اس کے لئے مناسب مقام کا انتخاب کرنا ہوگا، اس قسم کی اور بھی جزئیات تفصیل کے ساتھ گذشتہ صفحات میں نقل کی جاچکی ہیں، ان ضوابط اور مباحث سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ بلاشبہ گاڑیاں انسان کی لازمی ضرورت ہیں، اور ہر شخص مہنگے ایندھن کا متحمل نہیں ہوسکتا، اور نہ ہر علاقے میں دھواں سے نکلنے والا دھواں ناقابل تحمل ہوتا ہے، چھوٹے شہروں میں یا کھلی آبادیوں میں گاڑیاں بھی کم ہوتی ہیں، اور فضا بھی کھلی ہوتی ہے، اس لئے عام علاقوں میں ڈیزل گاڑی ترک کرنے کے لئے کوئی ترجیحی وجہ نہیں ہے، بلکہ نسبتاً ارزاں ہونے کی بنیاد پر عام لوگوں کے لئے اسی کے استعمال میں سہولت زیادہ ہے، اور اس پر پابندی عائد کرنے میں ان کا ضرر ہے، البتہ بڑے شہروں یا جن مقامات میں انتظامیہ محسوس کرے کہ یہاں ڈیزل گاڑیوں کا ستعمال عام زندگی کے لئے نقصان دہ ہو ہے، وہاں انتظامی قواعد کی رعایت کرناواجب ہے، اور اگر حکومت کی طرف سے کوئی قانون ممانعت موجود نہ ہو تب بھی حسب امکان ضرر عام سے بچنے کے لئے ڈیزل گاڑیوں کا ترک مستحب ہوگا۔

حکومتی قوانین کی رعایت

حکومت کے انتظامی قواعد کی رعایت ایک تو ضرر کی بنیاد پر ہے۔

دوسرے مسلمان جس ملک کا شہری ہوتا ہے حسب ضابطۂ شہریت وہاں کے قوانین تمدن کی جائز حدود میں ممکنہ رعایت ضروری ہے کہ مسلمان اپنے عہد

---

[128] -حوالۂ بالا۔

کی پاسداری کاپابند ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« الْمُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ فِيمَا وَافَقَ الْحَقَّ [129]»

ترجمہ: موافق حق معاملات میں مسلمان شرائط کاپابند ہوتا ہے۔

فقہاء نے قومی اور بین الاقوامی بے شمار مسائل میں اس حدیث کو بنیاد بنایا ہے[130]۔ علاوہ ازیں مسلمان کی عزت وحرمت کی حفاظت مقاصد دین بلکہ ضروریات ستہ(حفاظت دین ،حفاظت جان ،حفاظت مال ،حفاظت عقل ،اور حفاظت آبرو یانسب) میں شامل ہے[131]، ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی عزت وآبرو خطرہ میں پڑسکتی ہے، اس لئے بلا کسی عذر شرعی کے اس کو

---

129 - السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ٧ ص **٢٤٩حديث نمبر: ١٤٨٢١** المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق : الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة : الطبعة : الأولى ــ 1344 هـ عدد الأجزاء : 10 –امام بخاریؒ نے اس روایت کو ترجمۃ الباب میں تعلیقًا نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۴۔

130 - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ۴ ص ۱۹۰ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية 1406هـ – 1986م .

131 - شرح مختصر الروضة ج ٣ ص ٢٠٩ المؤلف : سليمان بن عبد القوي بن الكريم الطوفي الصرصري، أبو الربيع، نجم الدين (المتوفى : 716هـ)المحقق : عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، 1407 هـ / 1987 م عدد الأجزاء : 3 ،– تيسير الوصول إلى قواعد الأصول ومعاقد الفصول ج ١ ص ٣٧٢ للإمام عبد المؤمن بن عبد الحقّ البغدادي الحنبلي (658 ــ 739هـ) شرح : عبد الله بن صالح الفوزان المدرّس ــ سابقاً ــ بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية فرع القصيم
مقدمة الطبعة الثانية «وهي الأولى لدار ابن الجوزي-

خطرہ میں ڈالنا درست نہیں۔

روشنی کے لئے جنزیٹر کا استعمال

(۳) یہی حکم روشنی کے حصول کے لئے جنزیٹر کا بھی ہے،ڈیزل اور مٹی تیل سے جو جنزیٹر چلتے ہیں وہ بہت دھواں دیتے ہیں، جبکہ گیس اور پٹرول سے چلنے والے جنزیٹر کم دھواں دیتے ہیں،روشنی انسان کی لازمی ضرورت ہے اس سے چارۂ کار نہیں ہے،اس لئے جنزیٹر کے استعمال پر پابندی عائد کرنا ممکن نہیں،البتہ اگر بسہولت کم دھواں والا جنزیٹر میسر ہو،تو اسی کو استعمال کرنا چاہئے،بصورت دیگر گنجان علاقے یا بڑے شہروں میں ان کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے،اوراگر ملک کا شہری قانون اس پر پابندی عائد کرے تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے ۔

سولر لائٹ کا استعمال

(۴) ایندھن کے مذکورہ وسائل کے ساتھ ساتھ اس وقت شمسی توانائی کا استعمال کافی بڑھ رہا ہے، حکومت بھی اس کے لئے بعض سہولتیں فراہم کررہی ہیں،اس میں ایک بار ضرور خطیر رقم خرچ ہو جاتی ہے لیکن آئندہ وہ برقی بلوں سے بچ جاتا ہے،صاحب استطاعت افراد اور اداروں کے لئے آلودگی سے محفوظ اس توانائی کا استعمال مستحسن قرار پائے گا بالخصوص آلودگی سے متاثرہ علاقوں میں اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے کہ اس میں مالی بچت بھی ہے اور آلودگی سے تحفظ بھی ،اور اس کو مستقبل کی بہتر منصوبہ بندی بھی قرار دیا جاسکتا ہے،پیغمبر خدا حضرت یوسفؑ نے بادشاہ مصر کو مالی وسائل کے حصول اور ترقی کا جو مشورہ دیا تھا اور جس کی

بناپر ملک آئندہ کے مالی بحران سے محفوظ رہاتھا، یہ مستقبل کی منصوبہ بندی ہی تھی ،اگر بادشاہ حضرت یوسفؑ کے مشورہ کے مطابق اپنے تمام وسائل استعمال نہ کرتاتو آئندہ کے لئے اسے راحت نہیں مل سکتی تھی،اور ظاہر ہے کہ یہ کام مصر کاہر شہری انجام نہیں دے سکتا تھا، یہ حکومت کے اختیار کی چیز تھی،اس سے بجاطور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صاحب استطاعت حضرات بہتر مستقبل کے لئے نسبتاً مہنگے وسائل کا استعمال کریں جن کی بدولت وہ آئندہ مالی گرانباریوں سے محفوظ رہ سکتے ہوں تو اسوۂ یوسفی سے اس کے جواز بلکہ استحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

کارخانوں کی کثرت

(۵) صنعتی ترقی کے اس دور میں چھوٹے بڑے کارخانوں کی بہتات ہے اور یہ یقیناً موجودہ دور کی ایک ضرورت ہے، لیکن کارخانوں میں جو ایندھن استعمال کیا جاتا ہے وہ بہت دھواں پیدا کرنے والا ہوتا ہے،اور جو صنعتی فضلات باہر پھینکے یا بہائے جاتے ہیں،وہ فضائی آلودگی پیدا کرتے ہیں اس لئے حکومت نے اس کے لئے کئی قوانین بھی بنائے ہیں مثلاً کارخانے آبادیوں سے باہر ہوں،ان کی چمنیوں کو ایک خاص سطح تک اونچا رکھا جائے،کم سے کم آلودگی پیدا کرنے والے ایندھنوں کا استعمال کیا جائے،اسی طرح فضلات کو تحلیل کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں،ظاہر ہے کہ یہ قوانین انسانی بھلائی ہی کے نقطۂ نظر سے بنائے گئے ہیں،ان قوانین کی خلاف ورزی ازروئے شرع درست نہیں ،گذشتہ صفحات میں ایسی متعدد فقہی جزئیات نقل کی گئی ہیں جن میں مختلف کاروباروں کو فقہاء نے آبادی سے باہر یا

مخصوص علاقوں میں کرنے کی ہدایت دی ہے،اور آباد یا گنجان علاقوں میں ان کو کرنے سے منع کیاہے،اور ان کو ضرر فاحش یاضرر غیر عادی وغیرہ سے تعبیر کیاہے

عوامی مقامات پر فضلات اور کچرے ڈالنا

(٦)انسان جانور سے بھی غذا حاصل کرتا ہے،جانور کے قابل استعمال اجزاء کے حاصل کرنے کے بعد بعض اجزاء جیسے خون،او جھڑی وغیرہ ضائع کر دی جاتی ہے،نباتات کے مقابلے میں جانوروں میں جلد تعفن پیدا ہو جاتا ہے، اور یہ بہت تیزی سے فضا کو آلودہ کرتے ہیں،اس سے بکثرت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ،بالخصوص جب بیک وقت بہت سارے جانور ذبح کئے جائیں،جیساکہ قربانی کے وقت ہوتا ہے،ایسے مواقع پر امکانی نقصانات سے بچنے کے لئے خصوصی ہدایات تو موجود نہیں ہیں، لیکن اسلام کے اصول نظافت وطہارت کا تقاضاہے کہ اس طرح کے کام کرنے والے لوگوں کی خود ذمہ داری بنتی ہے کہ آباد علاقوں میں اس قسم کی غلاظتیں نہ پھیلائیں،بلکہ ان کو ان کے مخصوص مقامات پر ڈالیں جیساکہ تمام کتب فقہ میں مختلف ابواب کے تحت مزبلہ،مجزرہ،مربض وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں،جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دور میں غلاظتوں کے لئے مخصوص مقامات رہے ہیں

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک قوم کے سباطۃ(یعنی گندگی ڈالنے کی مخصوص جگہ)پر تشریف لائے اور پیشاب فرمایا[132]،

---

132 - الجامع الصحيح المختصر ج ١ ص ٩٠ حدیث نمبر : ٢٢٢ المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد نبوت میں بھی گندگی اور کچرا وغیرہ ڈالنے کی مخصوص جگہیں تھیں۔

☆اسی طرح پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ شریعت نے راستے سے گندگی اور تکلیف دہ چیزوں کے ہٹانے کا حکم دیا ہے۔

☆کوئی درخت مسافروں کو تکلیف پہونچاتا ہو تو اس کو کاٹنے کی تلقین کی گئی ہے: **إِنَّ شَجَرَةً كَانَتْ تُؤْذِى الْمُسْلِمِينَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَطَعَهَا فَدَخَلَ الْجَنَّةَ**[133]

(حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف پہونچاتا تھا ایک شخص نے اسے کاٹ دیا تو جنت کا مستحق ہو گیا)

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ قَالَ « نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِى شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ[134]

عبدالله البخاري الجعفي ،الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت ،الطبعة الثالثة ، **1407 – 1987** ،تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق ،عدد الأجزاء : **6** مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

[133] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٨ ص ٣٤ حدیث نمبر: ٦٨٣٨ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ـ بيروت الطبعة : عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات

[134] - سنن أبي داود ج ٤ص ٥٣٢ حدیث نمبر: ٥٢٤٧ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ـ بيروت عدد الأجزاء : **4**

(حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :ایک شخص نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا اس نے راستہ سے کانٹے دار شاخ ہٹادی ،یا کانٹا دار درخت تھا اس کو کاٹ دیا ،یا کہیں دور جاکر ڈال دیا ،یا راستہ پر کانٹا رکھا ہوا تھا اس کو ہٹادیا ،تو اللہ پاک نے اس کے اس عمل کی قدردانی فرماتے ہوئے اس کو جنت میں داخل فرمادیا۔

☆عام جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنے بلکہ تھوکنے بھی سے منع کیا گیا ہے ،اگر کسی نے تھوک دیا تو حکم دیا گیا کہ اس کو دفن یا صاف کردے ،

☆اجتماعی مواقع پر بدبودار چیزیں کھاکر آنے سے منع کیا گیا ہے۔

☆فقہ حنفی کے حوالے سے گذرچکا ہے کہ عام راستہ میں اگر کوئی شخص بیت الخلا بنادے ،یا پرنالہ کھول دے جس کا پانی راستے پر گرتا ہو اوراس سے عام لوگوں کو دشواری ہوتی ہو تو یہ قانوناً ممنوع ہے اور اس کے خلاف عدالت میں استغاثہ کیا جاسکتا ہے ،بلکہ مخصوص راستوں میں بھی تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہے[135]

کتاب الخراج میں حضرت امام ابویوسفؒ تحریر فرماتے ہیں:

لاینبغی لاحد ان یحدث شیئاً فی طریق المسلمین ممایضرہم ولایجوز للامام ان یقطع شیئاً من طریق

---

[135] - مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ج ٤ص٣٦٠ عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليبولي المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078هـ تحقيق خرح آياته وأحاديثه خليل عمران المنصورالناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419هـ – 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد الأجزاء 4 -

المسلمین ممافیہ الضرر علیہم ولایسعہ ذلک[136]

(ترجمہ: کسی کے لئے جائز نہیں کہ راستہ میں ایسا کام کرے جو مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ ہو اور نہ حکومت کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی کے لئے اس طرح کا عمل کرے، یہ اختیار حکومت کو بھی حاصل نہیں ہے۔

بصورت دیگر اگر غلاظت پھیلانے والوں کا تعین نہ ہو سکے تو حکومت کی ذمہ داری ہے، کہ وہ اس تعلق سے ضروری اقدامات کرے، اور تمام گندے مقامات سے غلاظتوں کو صاف کرائے:

☆فقہ مالکی کا ایک جزئیہ پہلے نقل کیا جاچکا ہے کہ کسی خالی پڑی ہوئی زمین پر لوگ کچرا ڈال جاتے ہوں، جس سے آس پاس میں سخت بدبو پھیلتی ہو اور کچرا ڈالنے والوں کا تعین نہ ہو تو زمین کا مالک اس کی صفائی کا ذمہ دار ہو گا گو کہ وہ خود کوئی کچرانہ ڈالتا ہو[137]۔

☆ایک روایت قبل میں گذر چکی ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے مسجد کی دیوار پر کسی کے تھوک کے نشانات دیکھے، تو آپؐ نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا۔۔۔۔۔

اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ گندگی پھیلانے والوں کا پتہ نہ ہو تو مملوکہ زمین میں مالک زمین اور عام اراضی اور مقامات پر حکومت اس کی صفائی کے لئے جوابدہ ہے۔

---

[136] -کتاب الخراج ص ۱۰۱ ۔

[137] - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۳۔

پلاسٹک کی تھیلیاں

(۷)سامان کی پیکنگ بھی ایک اہم ضرورت ہے، لیکن اس کے لئے آج کل جس قسم کی پلاسٹک کی تھیلیاں دستیاب ہیں وہ زمین میں تحلیل نہیں ہوتیں اور اگر ان کو جلایا جائے تو بہت کثیف دھواں پیدا ہوتا ہے، مگر سستا اور خوشنما ہونے کی وجہ سے اس کا بکثرت استعمال کیا جاتا ہے، ماہرین اس کو ماحولیات کے لئے بہت خطرناک تصور کرتے ہیں۔ایسی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے ،اوراگر اس کی ممانعت کا قانون بنتا ہے تو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ،اور اگر ایسا کوئی قانون موجود نہ ہو اور ماہرین کے مطابق یہ نقصان دہ ہو تو بھی اس سے احتراز کرنا چاہئے ،اور اگر استعمال کیا جائے تو جلانے کے مقابلے میں دفن کرنے کو ترجیح دی جائے، حنفیہ بھی سخت کثافت پھیلانے والی اور دھواں خیز چیزوں کے استعمال سے منع کرتے ہیں:

---لم يجز لأنه يضر بجيرانه ضررا فاحشا لا يمكن التحرز عنه فإنه يأتي منه الدخان الكثير[138]۔

(یہ جائز نہیں اس لئے کہ اس سے پڑوسیوں کو ایسا ضرر پہونچتا ہے جس سے بچنا ممکن نہیں کیونکہ اس سے بہت زیادہ دھواں نکلتا ہے)

---

138 - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۵ ص ۴۴۹ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ - 2000م.
مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8 -

سگریٹ وغیرہ کا استعمال

(۸)اسی طرح تمباکو کی اشیا جیسے سگریٹ، بیڑی اور حقہ وغیرہ کا استعمال بذات خود کراہت سے خالی نہیں، پھر ان سے جو کثیف دھواں نکلتا ہے اس کا نقصان آس پاس والوں کو بھی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل ایرپورٹ اور عوامی مقامات پر ایسی چیزوں کے استعمال کے لئے اسموکنگ زون بنائے گئے ہیں، تاکہ عام لوگ ان کے اثرات بد سے محفوظ رہیں، شرعی طور پر ایسی چیزوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے، اور جن مقامات پر ان کا استعمال ممنوع ہو وہاں ان کا استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

عوامی مقامات پر استنجا کرنا

(۹)ہمارے ملک میں اب بھی بہت سے گھروں میں بیت الخلا نہیں ہیں ،اور لوگوں کھیتوں میں یا سڑکوں کے کنارے رفع حاجت کرتے ہیں، اور پیشاب تو عوامی مقامات جیسے ریلوے اسٹیشنوں ،بس اسٹینڈ وغیرہ پر بے تکلف کیا جاتا ہے ،بہت سے لوگ گندا پانی اور فضلات کھلی نالیوں میں بلکہ گلیوں میں بہادیتے ہیں ،جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے اوراس سے فضائی آلودگی بھی پیدا ہوتی ہے ،اس قسم کے اعمال سے گریز کرنا ازروئے شرع لازم ہے:

کھلے میں پیشاب پاخانہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے، عہد نبوت میں بھی اکثر لوگ کھیتوں وغیرہ ہی میں استنجا کی حاجت کے لئے جاتے تھے، مگر نبی کریم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ہدایت کی تھی کہ عوامی مقامات، اور راستے وغیرہ پر غلاظت نہ کی جائے ،پردہ کی جگہوں کا انتخاب کیا جائے، اور حتی الامکان پانی کا استعمال کیا جائے اس سے طہارت کے علاوہ دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ غلاظتیں زیر زمین پیوست ہو جاتی ہیں۔۔۔ آج کے دور میں بیت الخلا بنانے کا عمومی رجحان ہے، اور تقریباً تمام ہی عوامی مقامات پر استنجاوغیرہ کا پورا نظم موجود ہے، ان حالات میں عوامی مقامات ،کھلی جگہوں، یاراستے وغیرہ میں پیشاب پاخانہ کرنا اسلامی ہدایات کی صریح خلاف ورزی ہے ، نیز فضائی آلودگی اور لوگوں کے لئے باعث ضرر ہونے کی بناپر ممنوع ہے۔

عوامی مقامات پر تھوکنا

(۱۰) تھوک اور اگر تھوکنے والے نے کوئی نقصان دہ چیز کھار کھی ہے تو یہ بھی مضر صحت جراثیم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ماحول کو نقصان پہونچاتے ہیں ،اسی لئے بعض ملکوں میں سڑک اور عوامی مقامات پر تھوکنے کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور بہت سے عوامی مقامات پر تھوک دان بنادیئے گئے ہیں، شریعت میں بھی عوامی مقامات پر تھوکنا ممنوع ہے ، بالخصوص اگر اس نے کوئی زہریلی چیز کھار کھی ہو:

☆جیسا کہ بدبودار چیز کھا کر مسجد آنے سے منع کیا گیا[139]، ☆حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک امام مسجد کو دیوار مسجد پر بے احتیاطی کے ساتھ تھوکنے کی پاداش

[139] - صحيح البخاري ج ٥ ص ٢٠٧٧ حديث نمبر : ٥١٣٧ ،

میں امامت سے معزول فرمادیا[140]☆دیوار مسجد پر تھوک کے اثرات دیکھ کر آپ نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا[141]،☆جہاں تہاں تھوکنے سے بھی آپ نے منع فرمایا ہے ،بلکہ موقعہ محل کے لحاظ سے بائیں یا زیر قدم تھوکنے کی ہدایت فرمائی[142]۔اس لئے اس سلسلے میں قانون ممانعت کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

شعاعوں کو جنم دینے والی مشینیں

(۱۱)مختلف مشینیں مثلاً فریج ،واشنگ مشین ،ایر کنڈیشن ،ٹی وی اور موبائل وغیرہ شعاعوں کو جنم دیتی ہیں ،ماہرین کا خیال یہ ہے کہ بکثرت ان کے استعمال کی وجہ سے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں میں کمی آتی جارہی ہے ،جب کہ ماحول کے تحفظ میں ان کا اہم کردار ہے۔

شرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ اشیاء میں سے اکثر آج کے دور میں انسانی ضروریات میں شامل ہیں،اس لئے بالکلیہ ان پر ممانعت عائد کرنا تو بہت مشکل ہے، کہ یہ خود اصحاب ضرورت کو ضرر میں مبتلا کرنا ہوگا،البتہ حد ضرورت سے زائد استعمال کرنا منع ہے، کہ ضرورت سے زیادہ استعمال اسراف ہے، مضر

---

140 - سنن أبي داود ج ١ ص ١٨١ حديث نمبر:٤٨١المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي ــ بيروت عدد الأجزاء : 4

141- الجامع الصحيح المختصر ج ١ ص ١٥٩ حدىث نمبر :٣٩٨ المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987۔

142 - الجامع الصحيح المختصر ج ١ ص ١٦٠ حدىث نمبر :٤٠٠ المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987۔

صحت بھی ہے اور ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی۔

جنگلات اور درختوں کا تحفظ

(۱۲ -الف،ب)ماحولیات کے تحفظ میں پیڑ پودوں کا بنیادی کردار ہے ،ان میں زہریلی گیسوں کو تحلیل کرکے صالح گیسیں فراہم کرنے کی زبردست صلاحیت ہے ،سبزہ زار علاقے ہر جاندار کے لئے صحت بخش بھی ہوتے ہیں اور فرحت افزاء بھی،ہرے بھرے علاقے میں جو روحانی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے ،وہ کسی اور جگہ نہیں ہوسکتا،اسی لئے اسلام نے شجرکاری اورزمینوں کی آباد کاری کی بڑی ترغیب دی ہے ،لگانے والے کے لئے اس کو باعث اجر وثواب اور مسافروں اور عام مخلوقات کے لئے باعث رحمت قرار دیاہے،بلاضرورت اس کو کاٹنے سے منع کیاہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید سنائی ہے[143]۔ تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ہرے بھرے درختوں کو خواہ وہ پھلدار ہوں یانہ ہوں،کاٹنا اجتماعی جرم اور زیادتی ہے[144] اس لئے کہ یہ مفاد عامہ کی چیزیں ہیں اور ان سے تمام خلق خدا کا حق وابستہ ہے،حدیث میں ہے کہ:

الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار[145]

---

[143] - سنن البيهقي الكبرى ج ٦ص ١٤٠ احديث نمبر: ١١٥٤٤ المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي الناشر : مكتبة دار الباز – مكة المكرمة ، **1414 – 1994** تحقيق : محمد عبد القادر عطا عدد الأجزاء : **10** -

[144] -ردالمحتار لابن عابدين ج ٥ ص ٢٣٨ ،المهذب ج ٢ ص ٢٥١ ـ

[145] - [مسند الحارث –زوائد الهيثمي]

سارے لوگ تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی، گھاس، اور آگ۔

البتہ زراعت کے نقطۂ نظر سے یا انسانی تغذیہ کی حاجت کے پیش نظر درختوں کی کٹائی کا استثنا کیا گیا ہے، کہ غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسی لئے بعض روایات میں الا من زرع کا استثناء منقول ہے یعنی زراعت کے تحفظ کے لئے کسی درخت کو کاٹا جائے تو وہ عذاب الٰہی کا مستحق نہیں ہو گا:

من قطع السدر إلا من زرع صب عليه العذاب صبا[146]

(جو بیری کا درخت کاٹے گا اس پر عذاب الٰہی نازل ہو گا الا یہ کہ زراعت کے نقطۂ نظر سے کاٹا گیا ہو)

غذا کی طرح مکان بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے اسی لئے قرآن کریم میں مردوں کو اپنے اہل وعیال کے لئے نان ونفقہ کی طرح (سکنیٰ) رہائشی مکان فراہم کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ[147]۔

ترجمہ: حسب استطاعت اپنے مقام پر اپنی بیویوں کو رہائش فراہم کرو اور

الكتاب : بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث ج ١ ص ٥٠٨ المؤلف : الحارث بن أبي أسامة / الحافظ نور الدين الهيثمي الناشر : مركز خدمة السنة والسيرة النبوية – المدينة المنورة الطبعة الأولى ، 1413 – 1992 تحقيق : د. حسين أحمد صالح الباكري عدد الأجزاء : 2

[146] - سنن البيهقي الكبرى ج ٦ ص ١٤٠ حدیث نمبر: ١١٥٤٣ المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي الناشر : مكتبة دار الباز – مكة المكرمة ، 1414 – 1994 تحقيق : محمد عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 10 -

[147] -الطلاق : ٦ -

ان کو ضرر نہ پہونچاؤ کہ ان کو ضیق میں ڈال دو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رہائش کی تنگی بھی ضرر میں داخل ہے، بدائع الصنائع میں علامہ کاسانیؒ نے بھی اس آیت کے ضمن میں یہی بات لکھی ہے: **فتضيقوا عليهن المسكن فيخرجن**[148]

اس لحاظ سے اگر انسانی رہائش میں وسعت پیدا کرنے کی غرض سے پیڑ پودے کاٹنے کی ضرورت پڑے تو وہ بھی اس حدیث کے دائرہ سے خارج ہوگا، اسی لئے فقہاء نے حسب ضرورت اپنی ملکیت کے پیڑ پودے کاٹنے کو درست قرار دیا ہے۔

وَكَمَا أَرَيْنَاكَ مِنْ التَّضَرُّرِ بِقَطْعِ الشَّجَرَةِ الْمَمْلُوكَةِ لِلْقَاطِعِ[149]

ترجمہ: یعنی ہماری رائے میں کسی کے مملوکہ درخت کے کاٹنے پر پابندی لگانا اس کو ضرر پہونچانے کے مترادف ہے۔

اس تفصیل کے مطابق رہائشی پلاٹنگ کی غرض سے جنگلات اور مزروعات کو کاٹنے کی اجازت ہے، اس لئے کہ شہری اور گنجان علاقے میں پلاٹنگ مہنگی اور عام انسانون کی دسترس سے باہر ہوتی ہے، لیکن شہر سے باہر بیابانی علاقوں میں یہ نسبتاً سہل الحصول ہوتی ہے، اور غریب اور متوسط طبقہ کے لوگ اپنے لئے

---

148 - **بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ٩ ص ٤٠ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587هـ دار الكتب العلمية – بيروت – لبنان الطبعة الثانية 1406هـ – 1986م.**

149 - **شرح فتح القدير ج ٧ ص ٣٢٦ كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي سنة الولادة / سنة الوفاة 681هـ الناشر دار الفكر مكان النشر بيروت .**

رہائشی زمینیں خرید سکتے ہیں، گو کہ پلاٹنگ کرنے والے کو بھی اس میں کافی منافع ہوتے ہیں جو اس پلاٹنگ کے لئے اہم محرک بنتے ہیں، لیکن عام انسانی حاجات کے پیش نظر شخصی منفعت پسندی کو نظر انداز کیا جائے گا،۔۔۔ہاں اگر واقعتاً اس طرح کی ہوسِ دولت اور جوع الارض موجود ہو اور عام لوگوں کو اس کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، بشرطیکہ ان سے ماحولیاتی خوشگواری متاثر ہوتی ہو اور محض توہمات کو بنیاد نہ بنایا گیا ہو۔

صوتی آلودگی کے مسائل

صوتی آلودگی بھی ماحولیاتی یا فضائی آلودگی ہی کی ایک قسم ہے، پر شور آوازوں سے فضا میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے، انسانی اور حیوانی پردۂ سماعت متأثر ہوتا ہے بلکہ گردوپیش کا پورا ماحول صوتی لحاظ سے آلودہ ہو جاتا ہے، اس سے سماعت اور قلب ودماغ کے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں، گو کہ پہلے زمانے میں آوازیں اتنی خطرناک نہیں سمجھی جاتی تھیں، اس لئے کہ ایسی آوازیں کرنے والے آلات نہیں تھے یا کم تھے، لیکن آج یہ عالمی مسئلہ بن چکا ہے، اور گاڑیوں اور مشینوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے اس کو پوری روئے زمین کا مسئلہ بنا دیا ہے، لوگ خوامخواہ ہارن بجاتے ہیں، سائرن کی آوازیں دل ودماغ کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں، لاؤڈ اسپیکر کا شور وبال جان بنا ہوا ہے، وغیرہ ان حالات میں یہ یقیناً اس دور کا اہم ترین مسئلہ ہے،۔۔۔

اسلام دین کامل ہے اور اس میں ہر دور کے لئے مکمل ہدایات موجود ہیں، چنانچہ:

☆اسلام ضرورت سے زیادہ تیز آوازوں کو پسند نہیں کرتا، قرآن کریم میں ہے:

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ[150]

ترجمہ: درمیانی رفتار سے چلو، اور آواز پست رکھو بلاشبہ سب سے خراب آواز گدھے کی ہے۔

☆بہت زیادہ بلند آواز میں نماز پڑھنے سے بھی روکا گیا، جبکہ یہ ایک عبادت ہے،

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا[151]۔

ترجمہ: اپنی نماز میں آواز بہت اونچی نہ کرو، اور نہ بہت پست کرو بلکہ بیچ بیچ راستہ اختیار کرو۔

☆جنت کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ وہاں صوتی آلودگی نہیں ہو گی، قرآن اس کی شہادت دیتا ہے:

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا،إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا[152]

ترجمہ: جنت میں لوگ شوروشغب اور غلط آوازیں نہیں سنیں گے، ہر طرف صرف سلامتی کی آوازیں ہو نگی۔

---

150 - لقمان : ١٩ -

151 -الاسراء :١١٠ -

152 -الواقعة : ٢٥ ،٢٦ -

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً[153]

ترجمہ: جنت میں کوئی غلط بات نہیں سنی جائے گی۔

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَبْغَضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّاظٍ سَخَّابٍ فِى الأَسْوَاقِ[154]

ترجمہ: بے شک اللہ پاک ہر متکبر، مغرور، بخیل اور بازاروں میں شور مچانے والے شخص کو ناپسند فرماتے ہیں۔

☆سنجیدگی اور خاموشی نبوت کی صفات میں سے ہے، حضور ﷺ کی خصوصیات میں یہ بیان کیا گیا ہے، آپ تند خو، تیز آواز اور بازاروں میں شور مچانے والے نہ تھے:

لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيظٍ وَلاَ سَخَّابٍ بِالأَسْوَاقِ[155]

☆مسجدوں میں گمشدہ چیزوں کے اعلان سے روکا گیا کہ عبادت کے دوران ایک نئی قسم کی آواز سے خواہ مخواہ تشویش پیدا ہوگی:

مَنْ سَمِعَ رَجُلاً يَنْشُدُ ضَالَّةً فِى الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لاَ رَدَّهَا اللَّهُ

---

[153] -الغاشية : ۱۱ -

[154] - السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ۱۰ ص ۱۹۴ *حدیث نمبر* : **۲۱۳۲۵** المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق : الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة :الطبعة :الأولى ــ **1344** هــ عدد الأجزاء:**10**

[155] - صحيح البخاري ج ۲ ص ۷۴۷ *حدیث نمبر* : ۲۰۱۸ المؤلف : محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله -

عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا[156]

☆اجتماعی طور پُر ذکر الٰہی کرنا عبادت ہے، لیکن اتنی تیز آواز سے ذکر کرنا جو دوسروں کے لئے باعث تشویش ہو ممنوع ہے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرهاإلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارىء الخ [157]

ترجمہ: حاشیۂ حموی میں امام شعرانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ علماء سلف وخلف کا اس پر اجماع ہے کہ مساجد وغیرہ میں اجتماعی ذکر کرنا مستحب ہے بشرطیکہ سونے والوں، نمازیوں یا قرآن پڑھنے والوں کو تشویش نہ ہو۔

☆معروف تابعی حضرت سعید ابن مسیبؒ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک بلند آواز قاری کو یہ کہہ کر نکلوادیا کہ اس نے مجھے تکلیف وتکلیف پہنچائی:

اطرد ھٰذاالقاری عنی فقد آذانی[158]

☆فقہاء مالکیہ کے نزدیک تیز آواز جو مسلسل ہو اور آس پاس کی درودیواروں کے لئے نقصان دہ ہو، قابل بندش ہے:

---

[156] - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٢ ص ٨٢ حديث نمبر : ١٢٨٨ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة ــ بيروت-

[157] - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ١ ص ٦٦٠ ابن عابدين.الناشر دار الفكر للطباعة والنشر.سنة النشر 1421هـ – 2000م.مكان النشر بيروت.عدد الأجزاء 8

[158] -شرح المواق علیٰ خليل ج ٥ ص ١٦٥ -المنتقیٰ للباجی مع الموطا ج ٦ص ٤١

واما ماکان صوتاً کبیراً مستداماً کالکمادین ۔والرحا ذات الصوت الشدید فانہ ضرر یمنع منہ کالرائحۃ [159]

یہ تفصیلات صوتی آلودگی کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر سمجھنے کے لئے کافی ہیں، اور ان کی روشنی میں ان تمام جزئیات کو ہم طے کرسکتے ہیں جو اس ضمن میں پیش کی جاتی ہیں:

پرشور کارخانے

(ا) کارخانے کی بعض مشینیں بہت پرشور ہوتی ہیں، حکومت کی طرف سے ان کو آبادی سے باہر لگانے کی ہدایت ہوتی ہے، یہ ہدایات شریعت کے مطابق ہیں، ماقبل میں کئی ایسے مسائل پیش کئے جاچکے ہیں جن میں فقہاء آبادی سے دور علاقوں میں اس قسم کے کاروبار کی اجازت دیتے ہیں۔

فقہاء نے جہاں خلاف عادت کی اصطلاح استعمال کی ہے اس میں عوامی رجحانات کے ساتھ حکومتی رجحانات بھی شامل ہیں، اگر حکومت نے کسی مخصوص علاقہ کو مخصوص قسم کے کاروبار کے لئے مختص کردیا ہے، تواس تحفظ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس کی خلاف ورزی غیر قانونی اور گناہ متصور ہوگی۔

گاڑیوں کے تیزہارن

(۲) گاڑیوں کے ہارنوں کی آواز بھی کبھی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اس میں بھی عوامی رجحانات اور حکومتی ہدایات کی پاسداری ضروری ہے، غیر ضروری

---

159 -التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل للمواق ج ۵ ص ۱۶۰۔

طور پر ہارن بجانا، یابلاضرورت بہت زیادہ تیز آواز کاہارن لگاناوغیرہ درست نہیں کہ یہ اسراف اور حدود سے تجاوز ہے اور لوگوں کے لئے باعث ایذا بھی۔

(۳)اسی طرح آج کل شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں DJ کا رواج کافی بڑھتا جارہاہے، یہ ہمارے معاشرہ کے لئے ناسور ہے، اس کی قطعی گنجائش نہیں ہے ، یہ مزامیر شیطانی میں داخل ہونے کے علاوہ عام انسانوں کے لئے ضرر رساں بھی ہے۔

جلسے اور مشاعرے

(۴)یہی حکم مذہبی یا سیاسی جلسوں اور مشاعروں کا بھی ہے ، قانونی اعتبار سے جو اس کے اوقات مقرر ہیں یا آواز کی جو سطح طے کی گئی ہے اس کی رعایت ضروری ہے، بصورت دیگر کھلی جگہوں کے بجائے بند ہالوں میں یہ پروگرام کئے جائیں کہ آواز باہر نہ نکلے، اور دیگر غیر متعلق لوگوں کے لئے باعث تکلیف نہ ہو۔۔۔البتہ رات بھر کے پروگراموں میں ایک خرابی مستزاد یہ ہے کہ عشاء کا مستحب وقت ایک تہائی شب بھی مان لیں تو عشا کے بعد غیر ضروری گفتگو یا تبادلۂ خیال جو کہ نماز فجر پر اثر انداز ہو، ازروئے حدیث ناپسندیدہ ہے[160]، اس اعتبار سے مشاعرے تو مشاعرے کبھی مذہبی پروگرام بھی معصیت میں تبدیل ہو جاتے ہیں ،واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔

---

160 - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج ١ ص ٣١٥ حدىث نمبر : ١٦٩المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5

خلاصۂ جوابات

(۱) عام طور پر پکوان میں ایندھن کے طور پر لکڑی، کوئلہ، گوبر، گیس اور بجلی کا استعمال ہوتا ہے، ان میں بعض چیزیں دھواں چھوڑنے والی ہیں، جن سے ماحول آلودہ ہوتا ہے اور بعض دھواں پیدا نہیں کرتیں، لیکن وہ نسبتاً مہنگی ہو سکتی ہیں، تو جو شخص ایسے وسائل استعمال کرنے پر قادر ہو کیا اس کے لئے ارزاں ہونے کی وجہ سے آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کا استعمال درست ہوگا؟ جب کہ اس سے اجتماعی ضرر پیدا ہوتا ہے۔

اگر وہ رپورٹیں جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے، قابل اعتماد اور معتبر تحقیقی ذرائع سے آئی ہیں، اور ان کے مطابق کم از کم ظن غالب کی حد تک یہ باور کیا جاسکتا ہو کہ فضائی آلودگی میں دھواں پھینکنے والے ایندھن کا بڑا کردار ہے تو ایسی صورت میں ممکن حد تک ایسے ایندھن کے استعمال میں احتیاط کرنا ضروری ہے، اور اگر کم دھواں پھینکنے والے ایندھن یا دیگر متبادل وسائل بسہولت میسر ہوں، تو ترجیحی طور پر انہی کو اختیار کرنا چاہئے،

شریعت میں معروفات کے حصول سے زیادہ منہیات سے گریز پر زور دیا گیا ہے، اسی طرح اجتماعی مفادات کی رعایت ذاتی مفادات کے مقابلے میں زیادہ

لائق ترجیح ہے۔

مگر یہ حکم اس وقت ہے جب انسان صاحب استطاعت ہو،استطاعت نہ ہونے کی صورت میں مہنگے ایندھن کے استعمال کا پابند کرنا تکلیف مالایطاق ہے اور اس کو ضرر میں مبتلا کرنا ہے۔

(۲)ایک اہم ترین سوال گاڑیوں سے متعلق ہے، گاڑیاں ڈیزل سے بھی چلتی ہیں اور پٹرول ، گیس اور بیٹری سے بھی ،بلکہ شمسی توانائی کو بھی قابل استعمال بنانے کی کوشش کی جارہی ہے ،ماہرین کے مطابق ڈیزل گاڑیوں سے پٹرول، گیس وغیرہ کے مقابلے میں آلودگی کا زیادہ اندیشہ ہے اسی لئے بعض مقامات پر انتظامیہ کی طرف سے ایسے قواعد بھی بنائے جاتے ہیں جن کے مطابق ڈیزل گاڑیاں استعمال نہ کی جائیں یا کم کی سے کم کی جائیں،ان قوانین پر عمل کرنے کی حیثیت کیا ہوگی اور خود اپنے طور پر بھی ترجیحی نقطۂ عمل کیا ہونا چاہئے ؟

گاڑیاں آج کے دور میں انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے،ان سے سفری تقاضے ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا معاش بھی وابستہ ہے کہ اس کے بغیر بڑے شہروں میں انسان نہ ڈیوٹی دے سکتا ہے اور نہ کہیں آمدورفت کر سکتا ہے، کتنے لوگ ٹرانسپورٹ کے شعبہ ہی سے جڑے ہوئے ہیں وغیرہ۔۔اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں میں ہر شخص کم سے کم گرانباری کا خواہشمند ہوتا ہے،بلکہ ہر

شخص مہنگے وسائل کا متحمل بھی نہیں ہوسکتا، اس طرح کے مواقع پر فقہاء کے ان قواعد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، جن میں مشقت کو باعث تخفیف قرار دیا گیا ہے ،اسی کے ساتھ جس حکم کی بنیاد ضرورت پر ہو وہ بقدر ضرورت ہی ہوتی ہے ،۔۔۔نیز ضرر عام سے بچنے کے لئے ضرر خاص قابل تحمل ہوتا ہے۔

ان ضوابط اور مباحث سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ بلاشبہ گاڑیاں انسان کی لازمی ضرورت ہیں،اور ہر شخص مہنگے ایندھن کا متحمل نہیں ہوسکتا،اور نہ ہر علاقے میں دھواں سے نکلنے والا دھواں ناقابل تحمل ہوتا ہے، چھوٹے شہروں میں یا کھلی آبادیوں میں گاڑیاں بھی کم ہوتی ہیں،اور فضا بھی کھلی ہوتی ہے،اس لئے عام علاقوں میں ڈیزل گاڑی ترک کرنے کے لئے کوئی ترجیحی وجہ نہیں ہے،بلکہ نسبتاً ارزاں ہونے کی بنیاد پر عام لوگوں کے لئے اسی کے استعمال میں سہولت زیادہ ہے ،اور اس پر پابندی عائد کرنے میں ان کا ضرر ہے،البتہ بڑے شہروں یا جن مقامات میں انتظامیہ محسوس کرے کہ یہاں ڈیزل گاڑیوں کا ستعمال عام زندگی کے لئے نقصان دہ ہوہے،وہاں انتظامی قواعد کی رعایت کرنا واجب ہے،اور اگر حکومت کی طرف سے کوئی قانون ممانعت موجود نہ ہو تب بھی حسب امکان ضرر عام سے بچنے کے لئے ڈیزل گاڑیوں کا ترک مستحسن ہے،

ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی عزت وآبرو خطرہ میں

پڑسکتی ہے،اس لئے بلاکسی عذر شرعی کے اس کو خطرہ میں ڈالنادرست نہیں۔

(۳)یہی حکم روشنی کے حصول کے لئے جنزیٹر کا بھی ہے،ڈیزل اور مٹی تیل سے جو جنزیٹر چلتے ہیں وہ بہت دھواں دیتے ہیں، جبکہ گیس اور پٹرول سے چلنے والے جنزیٹر کم دھواں دیتے ہیں،روشنی انسان کی لازمی ضرورت ہے اس سے چارۂ کار نہیں ہے،اس لئے جنزیٹر کے استعمال پر پابندی عائد کرنا ممکن نہیں،البتہ اگر بسہولت کم دھواں والا جنزیٹر میسر ہو،تو اسی کو استعمال کرنا چاہئے،بصورت دیگر گنجان علاقے یابڑے شہروں میں ان کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے،اوراگر ملک کاشہری قانون اس پر پابندی عائد کرے تواس سے پرہیز کرناواجب ہے۔

(۴) ایندھن کے مذکورہ وسائل کے ساتھ ساتھ اس وقت شمسی توانائی کا استعمال کافی بڑھ رہاہے، حکومت بھی اس کے لئے بعض سہولتیں فراہم کررہی ہیں،اس میں ایک بار ضرور خطیر رقم خرچ ہوجاتی ہے لیکن آئندہ وہ برقی بلوں سے بچ جاتا ہے،صاحب استطاعت افراد اور اداروں کے لئے آلودگی سے محفوظ اس توانائی کا استعمال مستحسن قرار پائے گا بالخصوص آلودگی سے متأثرہ علاقوں میں اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے کہ اس میں مالی بچت بھی ہے اور آلودگی سے تحفظ بھی ،اور اس کو مستقبل کی بہتر منصوبہ بندی بھی قرار دیا جاسکتاہے،پیغمبر خدا حضرت یوسفؑ نے بادشاہ مصر کومالی وسائل کے حصول اور ترقی کاجو مشورہ دیاتھااور جس کی

بناپر ملک آئندہ کے مالی بحران سے محفوظ رہاتھا، یہ مستقبل کی منصوبہ بندی ہی تھی ،اگر بادشاہ حضرت یوسفؑ کے مشورہ کے مطابق اپنے تمام وسائل استعمال نہ کرتاتو آئندہ کے لئے اسے راحت نہیں مل سکتی تھی،اور ظاہر ہے کہ یہ کام مصر کاہر شہری انجام نہیں دے سکتاتھا،یہ حکومت کے اختیار کی چیز تھی،اس سے بجاطور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتاہے کہ صاحب استطاعت حضرات بہتر مستقبل کے لئے نسبتاً مہنگے وسائل کا استعمال کریں جن کی بدولت وہ آئندہ مالی گرانباریوں سے محفوظ رہ سکتے ہوں تواسوۂ یوسفی سے اس کے جواز بلکہ استحسان پر استدلال کیاجاسکتاہے۔

(۵) صنعتی ترقی کے اس دور میں چھوٹے بڑے کارخانوں کی بہتات ہے اور یہ یقیناً موجودہ دور کی ایک ضرورت ہے، لیکن کارخانوں میں جو ایندھن استعمال کیاجاتاہے وہ بہت دھواں پیدا کرنے والا ہوتاہے،اور جو صنعتی فضلات باہر پھینکے یا بہائے جاتے ہیں،وہ فضائی آلودگی پیدا کرتے ہیں اس لئے حکومت نے اس کے لئے کئی قوانین بھی بنائے ہیں مثلاً کارخانے آبادیوں سے باہر ہوں،ان کی چمنیوں کو ایک خاص سطح تک اونچا رکھاجائے،کم سے کم آلودگی پیدا کرنے والے ایندھنوں کا استعمال کیاجائے،اسی طرح فضلات کو تحلیل کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں،ظاہر ہے کہ یہ قوانین انسانی بھلائی ہی کے نقطۂ نظر سے بنائے گئے ہیں،ان قوانین کی خلاف ورزی ازروئے شرع درست نہیں،گذشتہ صفحات میں ایسی متعدد فقہی

جزئیات نقل کی گئی ہیں جن میں مختلف کاروباروں کو فقہاء نے آبادی سے باہر یا مخصوص علاقوں میں کرنے کی ہدایت دی ہے ،اور آبادیا گنجان علاقوں میں ان کو کرنے سے منع کیاہے،اور ان کو ضرر فاحش یاضرر غیر عادی وغیرہ سے تعبیر کیاہے

(٦)انسان جانور سے بھی غذا حاصل کرتا ہے ،جانور کے قابل استعمال اجزاء کے حاصل کرنے کے بعد بعض اجزاء جیسے خون ،او جھڑی وغیرہ ضائع کردی جاتی ہے ،نباتات کے مقابلے میں جانوروں میں جلد تعفن پیدا ہو جاتا ہے ، اور یہ بہت تیزی سے فضا کو آلودہ کرتے ہیں ،اس سے بکثرت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ،بالخصوص جب بیک وقت بہت سارے جانور ذبح کئے جائیں ،جیساکہ قربانی کے وقت ہوتا ہے ،ایسے مواقع پر امکانی نقصانات سے بچنے کے لئے خصوصی ہدایات تو موجود نہیں ہیں، لیکن اسلام کے اصول نظافت وطہارت کا تقاضاہے کہ اس طرح کے کام کرنے والے لوگوں کی خود ذمہ داری بنتی ہے کہ آباد علاقوں میں اس قسم کی غلاظتیں نہ پھیلائیں ،بلکہ ان کو ان کے مخصوص مقامات پر ڈالیں جیساکہ تمام کتب فقہ میں مختلف ابواب کے تحت مزبلہ ،مجزرہ ،مربض وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں ،جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دور میں غلاظتوں کے لئے مخصوص مقامات رہے ہیں ۔۔۔بصورت دیگر اگر غلاظت پھیلانے والوں کا تعین نہ ہوسکے تو حکومت کی ذمہ داری ہے ، کہ وہ اس تعلق سے ضروری اقدامات کرے ،اور تمام گندے مقامات

سے غلاظتوں کو صاف کرائے:

(۷)سامان کی پیکنگ بھی ایک اہم ضرورت ہے، لیکن اس کے لئے آج کل جس قسم کی پلاسٹک کی تھیلیاں دستیاب ہیں وہ زمین میں تحلیل نہیں ہوتیں اور اگر ان کو جلایا جائے تو بہت کثیف دھواں پیدا ہوتا ہے، سستا اور خوشنما ہونے کی وجہ سے اس کا بکثرت استعمال کیا جاتا ہے ،ماہرین اس کو ماحولیات کے لئے بہت خطرناک تصور کرتے ہیں ۔ایسی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے ،اوراگر اس کی ممانعت کا قانون بنتا ہے تو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ،اور اگر ایسا کوئی قانون موجود نہ ہو اور ماہرین کے مطابق یہ نقصان دہ ہو تو بھی اس سے احتراز کرنا چاہئے ،اور اگر استعمال کیا جائے تو جلانے کے مقابلے میں دفن کرنے کو ترجیح دی جائے۔

(۸)اسی طرح تمباکو کی اشیا جیسے سگریٹ،بیڑی اور حقہ وغیرہ کا استعمال بذات خود کراہت سے خالی نہیں ،پھر ان سے جو کثیف دھواں نکلتا ہے اس کا نقصان آس پاس والوں کو بھی ہوتا ہے،یہی وجہ ہے کہ آج کل ایرپورٹ اور عوامی مقامات پر ایسی چیزوں کے استعمال کے لئے اسموکنگ زون بنائے گئے ہیں، تاکہ عام لوگ ان کے اثرات بد سے محفوظ رہیں، شرعی طور پر ایسی چیزوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے،اور جن مقامات پر ان کا استعمال ممنوع ہو وہاں ان کا استعمال کرنا درست

نہیں ہے۔

(۹) ہمارے ملک میں اب بھی بہت سے گھروں میں بیت الخلا نہیں ہیں ،اور لوگوں کھیتوں میں یا سڑکوں کے کنارے رفع حاجت کرتے ہیں،اور پیشاب تو عوامی مقامات جیسے ریلوے اسٹیشنوں ،بس اسٹینڈ وغیرہ پر بے تکلف کیا جاتا ہے ،بہت سے لوگ گندا پانی اور فضلات کھلی نالیوں میں بلکہ گلیوں میں بہادیتے ہیں ،جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے اوراس سے فضائی آلودگی بھی پیدا ہوتی ہے ،اس قسم کے اعمال سے گریز کرنا ازروئے شرع لازم ہے:

کھلے میں پیشاب پاخانہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے،عہد نبوت میں بھی اکثر لوگ کھیتوں وغیرہ ہی میں استنجا کی حاجت کے لئے جاتے تھے،مگر نبی کریم ﷺ نے ہدایت کی تھی کہ عوامی مقامات،اور راستے وغیرہ پر غلاظت نہ کی جائے ،پردہ کی جگہوں کا انتخاب کیا جائے،اور حتی الامکان پانی کا استعمال کیا جائے اس سے طہارت کے علاوہ دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ غلاظتیں زیر زمین پیوست ہوجاتی ہیں۔۔۔ آج کے دور میں بیت الخلا بنانے کا عمومی رجحان ہے،اور تقریباً تمام ہی عوامی مقامات پر استنجا وغیرہ کا پورا نظم موجود ہوتا ہے،ان حالات میں عوامی مقامات،کھلی جگہوں،یاراستے وغیرہ میں پیشاب پاخانہ کرنا اسلامی ہدایات کی صریح خلاف ورزی ہے،نیز فضائی آلودگی اور لوگوں کے لئے باعث ضرر ہونے کی بناپر

ممنوع ہے۔

(۱۰) تھوک اور اگر تھوکنے والے نے کوئی نقصان دہ چیز کھار کھی ہے تو یہ بھی مضر صحت جراثیم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ماحول کو نقصان پہونچاتے ہیں ،اسی لئے بعض ملکوں میں سڑک اور عوامی مقامات پر تھوکنے کو قانوناً ممنوع قرادیا گیاہے ،اور بہت سے عوامی مقامات پر تھوک دان بنادیئے گئے ہیں ،شریعت میں بھی عوامی مقامات پر تھوکنا ممنوع ہے ،بالخصوص اگر اس نے کوئی زہریلی چیز کھار کھی ہو۔اس لئے اس سلسلے میں قانون ممانعت کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

(۱۱) مختلف مشینی اشیاء مثلاً فریج ،واشنگ مشین ،ایر کنڈیشن ،ٹی وی اور موبائل وغیرہ شعاعوں کو جنم دیتی ہیں ،ماہرین کا خیال یہ ہے کہ بکثرت ان کے استعمال کی وجہ سے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں میں کمی آتی جارہی ہے ،جب کہ ماحول کے تحفظ میں ان کا اہم کردار ہے،

شرعی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ اشیاء میں سے اکثر آج کے دور میں انسانی ضروریات میں شامل ہیں،اس لئے بالکلیہ ان پر ممانعت عائد کرنا تو بہت مشکل ہے، کہ یہ خود اصحاب ضرورت کو ضرر میں مبتلا کرنا ہوگا،البتہ حد ضرورت سے زائد استعمال کرنا منع ہے، کہ ضرورت سے زیادہ استعمال اسراف ہے، مضر صحت بھی ہے اور ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی۔ (۱۲-الف،ب)ماحولیات کے

تحفظ میں پیڑ پودوں کا بنیادی کردار ہے ،ان میں زہریلی گیسوں کو تحلیل کر کے صالح گیسیں فراہم کرنے کی زبردست صلاحیت ہے ،سبزہ زار علاقے ہر جاندار کے لئے صحت بخش بھی ہوتے ہیں اور فرحت افزاء بھی ،ہرے بھرے علاقے میں جو روحانی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے ،وہ کسی اور جگہ نہیں ہوسکتا ،اسی لئے اسلام نے شجرکاری اورزمینوں کی آبادکاری کی بڑی ترغیب دی ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ہرے بھرے درختوں کوخواہ وہ پھلدار ہوں یا نہ ہوں، کاٹنا اجتماعی جرم اور زیادتی ہے اس لئے کہ یہ مفاد عامہ کی چیزیں ہیں اور ان سے تمام خلق خدا کا حق وابستہ ہے،

البتہ زراعت یاانسانی تغذیہ کے پیش نظر درختوں کی کٹائی مستثنیٰ ہوگی کہ غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے ۔۔۔۔اسی طرح مکان بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے ، قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ رہائش کی تنگی بھی ضرر میں داخل ہے۔۔۔۔اس تفصیل کے مطابق عام حالات میں رہائشی پلاٹنگ کی غرض سے جنگلات اور مزروعات کو کاٹنے کی اجازت ہوگی ،اس لئے کہ شہری اور گنجان علاقے میں پلاٹنگ مہنگی ہوتی ہے ،اور عام انسانون کی دسترس سے باہر ہوتی ہے ،لیکن شہر سے باہر بیابانی علاقوں میں یہ نسبتاً سہل الحصول ہوتی ہے،اور غریب اور متوسط طبقہ کے لوگ اپنے لئے رہائشی زمینیں خرید سکتے ہیں، گو کہ پلاٹنگ کرنے

والے کو بھی اس میں کافی منافع ہوتے ہیں جو اس پلاٹنگ کے لئے اہم محرک بنتے ہیں، لیکن عام انسانی حاجات کے پیش نظر شخصی منفعت پسندی کو نظر انداز کیا جائے گا،۔۔۔ہاں اگر واقعتاً کہیں ممنوعہ ہوس دولت اور جوع الارض موجود ہو اور عام لوگوں کو اس کی کوئی خاص حاجت نہ ہو تو اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، بشرطیکہ ان سے ماحولیاتی خوشگواری متاثر ہوتی ہو اور محض توہمات کو بنیاد نہ بنایا گیا ہو۔

صوتی آلودگی کے مسائل

(ا) کارخانے کی بعض مشینیں بہت پر شور ہوتی ہیں، حکومت کی طرف سے ان کو آبادی سے باہر لگانے کی ہدایت ہوتی ہے، یہ ہدایات شریعت کے مطابق ہیں، مقالہ میں کئی ایسے مسائل پیش کئے گئے ہیں جن میں فقہاء آبادی سے دور علاقوں میں اس قسم کے کاروبار کی اجازت دیتے ہیں، فقہاء نے جہاں خلاف عادت کی اصطلاح استعمال کی ہے اس میں عوامی رجحانات کے ساتھ حکومتی رجحانات بھی شامل ہیں، اگر حکومت نے کسی مخصوص علاقہ کو مخصوص قسم کے کاروبار کے لئے مختص کر دیا ہے، تو اس تحفظ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس کی خلاف ورزی غیر قانونی اور گناہ متصور ہوگی۔

(۲) گاڑیوں کے ہارنوں کی آواز بھی کبھی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اس میں بھی عوامی رجحانات اور حکومتی ہدایات کی پاسداری ضروری ہے ، غیر ضروری طور پر ہارن بجانا، یا بلاضرورت بہت زیادہ تیز آواز کا ہارن لگانا وغیرہ درست نہیں کہ یہ اسراف اور حدود سے تجاوز ہے اور لوگوں کے لئے باعث ایذا بھی۔

(۳)اسی طرح آج کل شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں DJ کا رواج کافی بڑھتا جارہا ہے، یہ ہمارے معاشرہ کے لئے ناسور ہے، اس کی قطعی گنجائش نہیں ہے ، یہ مزامیر شیطانی میں داخل ہونے کے علاوہ عام انسانوں کے لئے ضرر رساں بھی ہے۔

(۴)یہی حکم مذہبی یا سیاسی جلسوں اور مشاعروں کا بھی ہے ، قانونی اعتبار سے جو اس کے اوقات مقرر ہیں یا آواز کی جو سطح طے کی گئی ہے اس کی رعایت ضروری ہے، بصورت دیگر کھلی جگہوں کے بجائے بند ہالوں میں یہ پروگرام کئے جائیں کہ آواز باہر نہ نکلے، اور دیگر غیر متعلق لوگوں کے لئے باعث تشویش نہ ہو۔۔۔البتہ رات بھر کے پروگراموں میں ایک خرابی مستزاد یہ ہے کہ عشاء کا مستحب وقت ایک تہائی شب بھی مان لیں تو عشا کے بعد غیر ضروری گفتگو یا تبادلۂ خیال جو کہ نماز فجر پر اثر انداز ہو، ازروئے حدیث ناپسندیدہ ہے، اس اعتبار سے مشاعرے تو مشاعرے کبھی مذہبی پروگرام بھی معصیت میں تبدیل ہو جاتے ہیں

،واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منورواشریف

۱/ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۲/دسمبر ۲۰۱۶ء